قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

جمعرات 03 فروری 2022ء | یکم رجب 1443ہجری قمری | 03 تبلیغ 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:29

ارشاد باری تعالیٰ

وَ اِذۡ قَالَ اِبۡرٰہِیۡمُ رَبِّ اجۡعَلۡ ہٰذَا الۡبَلَدَ اٰمِنًا وَّ اجۡنُبۡنِیۡ وَ بَنِیَّ اَنۡ نَّعۡبُدَ الۡاَصۡنَامَ ﴿۳۶﴾

(ابراہیم: 36)

ترجمہ: اور (یاد کرو) جب ابراہیم نے کہا اے میرے ربّ! اس شہر کو امن کی جگہ بنا دے اور مجھے اور میرے بیٹوں کو اس بات سے بچا کہ ہم بتوں کی عبادت کریں۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

اولاد کو دین سکھانے اور دین سے منسلک رکھنے کے لئے، ان کی دینی تربیت کی طرف کم از کم اتنی کوشش تو انسان کی ہو جتنی دنیاوی کوششیں ہوتی ہیں۔ دنیا کی طرف زیادہ کوشش ہوتی ہے اور دین کی طرف بہت کم کوشش۔ اسی وجہ سے پھر بعض لوگوں کو ابتلاء بھی آتے ہیں۔ مشکلات میں بھی پڑتے ہیں۔ پھر آپ فرماتے ہیں کہ لوگوں کو اولاد کی خواہش ہوتی ہے لیکن ہوتا یہ ہے کہ ’’بعض اوقات صاحب جائیداد لوگوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ کوئی اولاد ہو جاوے جو اس جائیداد کی وارث ہو‘‘۔ گویا کہ اولاد کی خواہش صرف جائیداد کے لئے ہے ’’تا کہ جائیداد غیروں کے ہاتھ میں نہ چلی جاوے‘‘۔ آپ فرماتے ہیں ’’مگر وہ نہیں جانتے کہ جب مر گئے تو شرکاء کون اور اولاد کون؟‘‘ سبھی غیر بن جاتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ ’’اولاد کے لئے اگر خواہش ہو تو اس غرض سے ہو کہ وہ خادمِ دین ہو۔‘‘

(ماخوذ از ملفوظات جلد 8 صفحہ 110 ایڈیشن 1984ء)

پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہمیں یہ بھی دعا سکھائی کہ وَ اَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ ۚؕ اِنِّیۡ تُبۡتُ اِلَیۡکَ وَ اِنِّیۡ مِنَ الۡمُسۡلِمِیۡنَ۔ (الاحقاف:16) کہ میرے لئے میری ذریّت کی بھی اصلاح کر دے۔ یقیناً مَیں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور بلا شبہ مَیں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ یہاں اولاد کی اصلاح کرنے کی دعا کی ہے تو ساتھ اس بات کا بھی اقرار کیا ہے کہ میں تیری طرف رجوع کرنے والوں اور فرمانبرداروں میں سے بنوں یا ہوں۔ پس اولاد کے لئے جب دعا ہو تو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل اور اللہ تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری ضروری ہے تبھی دعا قبول ہوتی ہے۔ پس ماں کی بھی اور باپ کی بھی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ بچوں کی اصلاح کے لئے، ان کی تربیت کے لئے مستقل اللہ تعالیٰ سے اپنی اولاد کی بہتری کے لئے دعا مانگتے رہیں اور اپنے نمونے اولاد کے لئے قائم کریں۔ اگر اپنے نمونے اس تعلیم کے خلاف ہیں جو اللہ تعالیٰ نے دی ہے، اگر اپنے نمونے اس نصیحت کے خلاف ہیں جو ماں باپ بچوں کو کرتے ہیں تو پھر اصلاح کی دعا میں نیک نیتی بھی نہیں ہوتی۔ اور جب اس طرح کا عمل نہ ہو تو پھر یہ شکوہ بھی غلط ہے کہ ہم نے اپنی اولاد کے لئے بہت دعا کی تھی لیکن پھر بھی وہ بگڑ گئی یا ہمیں ابتلاء میں ڈال دیا۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14 جولائی 2017ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- نئے سال کی مناسبت سے دعائیہ کلام (منظوم)
- آنحضور ﷺ کی عائلی زندگی
- سورت الطّور، النّجم اور القمر کا تعارف
- تعارف صحابہ کرامؓ

فرمانِ رسول ﷺ

تربیت اولاد

آنحضور ﷺ نے فرمایا:

مَانَحَلَ وَالِدٌ وَلَدًا مِّنْ نَّحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ

(ترمذی کتاب البر و الصلۃ باب ما جاء فی ادب الولد حدیث ۱۹۵۲)

ترجمہ: اچھی تربیت سے بڑھ کر کوئی بہترین اعلیٰ تحفہ نہیں جو باپ اپنی اولاد کو دے سکتا ہے۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

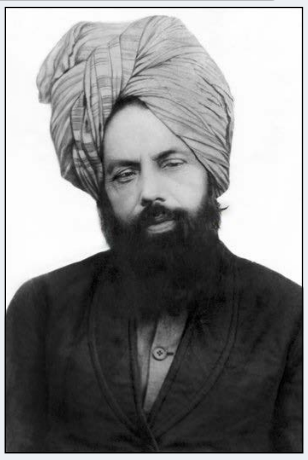

بچوں کی تربیت دعا کے ذریعہ سے کی جائے

’’ہدایت اور تربیت حقیقی خدا کا فعل ہے۔ سخت پیچھا کرنا اور ایک امر پر اصرار کو حد سے گزار دینا یعنی بات بات پر بچّوں کو روکنا اور ٹوکنا یہ ظاہر کرتا ہے کہ گویا ہم ہی ہدایت کے مالک ہیں۔ اور ہم اُس کو اپنی مرضی کے مطابق ایک راہ پر لے آئیں گے۔ یہ ایک قسم کا شرکِ خفی ہے۔ اس سے ہماری جماعت کو پرہیز کرنا چاہیے۔۔۔۔۔ہم تو اپنے بچّوں کے لئے دُعا کرتے ہیں اور سرسری طور پر قواعد اور آدابِ تعلیم کی پابندی کراتے ہیں۔ بس اس سے زیادہ نہیں۔ اور پھر اپنا پُورا بھروسہ اللہ تعالیٰ پر رکھتے ہیں۔ جیسا کسی میں سعادت کا تخم ہوگا۔ وقت پر سرسبز ہو جائے گا۔‘‘

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 309 ایڈیشن 1988ء)

محبت میں اعتدال ضروری ہے

’’جو شخص اولاد کو یا والدین کو یا کسی اَور چیز کو ایسا عزیز رکھے کہ ہر وقت انہیں کا فکر رہے تو وہ بھی ایک بُت پرستی ہے۔

......اولاد چیز کیا ہے؟ بچپن سے ماں اس پر جان فدا کرتی ہے مگر بڑے ہو کر دیکھا جاتا ہے کہ بہت سے لڑکے اپنی ماں کی نافرمانی کرتے ہیں اور اس سے گستاخی سے پیش آتے ہیں۔ پھر اگر فرمانبردار بھی ہوں تو دُکھ اور تکلیف کے وقت وہ اس کو ہٹا نہیں سکتے۔ ذرا سا پیٹ میں درد ہو تو تمام عاجز آ جاتے ہیں۔ نہ بیٹا کام آ سکتا ہے نہ باپ نہ ماں نہ کوئی اور عزیز۔ اگر کام آتا ہے تو صرف خدا۔ پس ان کی اس قدر محبّت اور پیار سے فائدہ کیا جس سے شرک لازم آئے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّمَآ اَمۡوَالُکُمۡ وَاَوۡلَادُکُمۡ فِتۡنَۃٌ (التغابن:16) اولاد اور مال انسان کے لیے فتنہ ہوتے ہیں۔ دیکھو اگر خدا کسی کو کہے کہ تیری کُل اولاد جو مر چکی ہے زندہ کر دیتا ہوں مگر پھر میرا تجھ سے کچھ تعلق نہ ہوگا تو کیا اگر وہ عقلمند ہے اپنی اولاد کی طرف جانے کا خیال بھی کرے گا؟

پس انسان کی نیک بختی یہی ہے کہ خدا کو ہر ایک چیز پر مقدم رکھے۔ جو شخص اپنی اولاد کی وفات پر بُرا مناتا ہے وہ بخیل بھی ہوتا ہے کیونکہ وہ اس امانت کے دینے میں جو خدا تعالیٰ نے اس کے سُپرد کی تھی بخل کرتا ہے اور بخیل کی نسبت حدیث میں آتا ہے کہ اگر وہ جنگل کے دریاؤں کے برابر بھی عبادت کرے تو وہ جنّت میں نہیں جائے گا۔ پس ایسا شخص جو خدا سے زیادہ کسی چیز کی محبت کرتا ہے اس کی عبادت نماز، روزہ بھی کسی کام کے نہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 602-603 ایڈیشن 1988ء)

دربارِ خلافت

شہید کا وسیع مفہوم

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

عام طور پر شہید کا مطلب یہ لیا جاتا ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو جائے۔ بیشک ایسا شخص جو خدا تعالیٰ کی راہ میں اپنی جان قربان کرتا ہے، شہید کا مقام پاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیتا ہے۔ لیکن شہید کے معنی میں بہت وسعت ہے۔ یہ معنی بہت وسعت لئے ہوئے ہے، اور بھی اس کے مطلب ہیں۔ اس لئے آج میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات اور بعض احادیث کے حوالے سے اس بارے میں کچھ کہوں گا۔

یہاں ان ممالک میں پلنے اور بڑھنے والے بچے اور جوان یہ سوال کرتے ہیں، کئی دفعہ مجھ سے سوال ہو چکا ہے۔ گزشتہ دنوں ہیمبرگ میں واقفات نَو کی کلاس تھی تو وہاں بھی غالباً ایک بچی نے سوال کیا کہ جب آپ شہداء کے واقعات بیان کرتے ہیں تو اکثر کے واقعات میں یہ ذکر ہوتا ہے کہ وہ اپنے قریبی عزیزوں کو کہتے ہیں کہ دعا کرو کہ مَیں شہید ہو جاؤں یا شہید کا رتبہ پاؤں یا شہادت تو قسمت والوں کو ملا کرتی ہے۔ تو شہید ہونے کی دعا کے بجائے سوال یہ ہوتا ہے کہ یہ لوگ دشمن پر فتح پانے کی دعا کا کیوں نہیں کہتے اور یہ کیوں نہیں کرتے؟

یقیناً دشمن پر غلبہ پانے کی جو دعا ہے یہی اوّل دعا ہے اور الٰہی جماعتوں سے خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ بھی ہے کہ غلبہ اُنہی کو حاصل ہونا ہے۔ فتوحات انہی کی ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی متعدد مرتبہ اللہ تعالیٰ نے کامیابی اور فتوحات کی اطلاع دی اور غلبہ کی خبر دی۔ اور ہمیں یقین ہے کہ اس کے واضح اور روشن نشانات بھی جماعت احمدیہ دیکھے گی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے آثار بھی ہم دیکھ رہے ہیں بلکہ ہر سال باوجود مخالفت کے لاکھوں کی تعداد میں بیعت کر کے جو لوگ احمدیت میں شمولیت اختیار کر رہے ہیں اور اُن ملکوں میں بھی بیعتیں ہو رہی ہیں جہاں مخالفت بھی زوروں پر ہے تو یہ سب چیزیں ترقی اور فتوحات ہی ہیں جس کے نظارے ہم دیکھ رہے ہیں۔ اسی طرح جماعت جو دوسرے پروگرام کرتی ہے اور اسلام کی خوبصورت تصویر پیش کر کے غیر اسلامی دنیا کے شکوک وشبہات دور کر رہی ہے۔ یہ جو بات ہے یہ کامیابیوں اور فتوحات کی طرف قدم ہی تو ہیں جو جماعت احمدیہ کے اُٹھ رہے ہیں جو ایک وقت میں آ کر ان شاء اللہ تعالیٰ دنیا میں ایک غیر معمولی انقلاب پیدا کریں گے اور اس کے لئے ہر احمدی کو کوشش بھی کرنی چاہئے اور دعا بھی کرنی چاہئے۔

بہر حال بڑے مقاصد کے حصول کے لئے قربانیاں بھی دینی پڑتی ہیں، جان کی قربانی بھی دینی پڑتی ہے اور جماعت احمدیہ کے افراد جہاں بھی ضرورت ہو، ہر قسم کی قربانیاں دیتے ہیں اور اس کے لئے تیار بھی رہتے

بقیہ صفحہ 3 پر

نئے سال کی مناسبت سے دعائیہ کلام

سجدۂ دل کا التزام کرو
سالِ نو میں یہ اہتمام کرو

بدظنی اور گنہ سے بچتے رہو
ذکرِ رحمٰن صبح و شام کرو

عاجزی سے زمیں پہ پیر دھرو
اور محبت سے ہی کلام کرو

جو جہالت سے بات کرتے ہیں
ان کو بس دور سے سلام کرو

ہو برہمن، گرو یا مولانا
آدمیت کا احترام کرو

سالِ نو پر فقط نہیں موقوف
نیکیاں جو کرو، مدام کرو

اپنی تو ساری زیست تم سے ہے
تم بھی اک لمحہ میرے نام کرو

سعدیہ تسنیم سحر۔ جرمنی

آج کی دعا

سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعائیہ تحریک

رَبَّنَا لَا تُزِغۡ قُلُوۡبَنَا بَعۡدَ اِذۡ ہَدَیۡتَنَا وَہَبۡ لَنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً ۚ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡوَہَّابُ ﴿۹﴾ (آل عمران:9)

ترجمہ: اے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو۔ اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر۔ یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَ اِسۡرَافَنَا فِیۡۤ اَمۡرِنَا وَ ثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَ انۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۱۴۸﴾ (آل عمران:148)

ترجمہ: اے ہمارے ربّ! ہمارے گناہ بخش دے اور اپنے معاملہ میں ہماری زیادتی بھی۔ اور ہمارے قدموں کو ثبات بخش اور ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت عطا کر۔

یہ قرآن مجید کی ہدایت کے بعد گمراہی سے بچنے، بخشش، ثبات قدم اور نصرت الٰہی کی عظیم الشان دعائیں ہیں۔

بہت پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسلسل ہمیں دعاؤں اور اپنی عباد توں کا معیار بلند کرنے کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔ آپ نئے سال 2022ء کے آغاز پر فرماتے ہیں

کل ان شاءاللہ نیا سال بھی شروع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آنے والے سال کو افرادِ جماعت کے لئے، جماعت کے لئے مِنۡ حَیۡثُ الۡجَمَاعَتْ ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے، ہر قسم کے شر سے جماعت کو محفوظ رکھے اور دشمن کے جو جماعت کے خلاف جو منصوبے ہیں ہر منصوبے کو خاک میں ملا دے۔ حضرت مسیح موعودؑ سے جو اللہ تعالیٰ نے وعدے کئے ہیں، ان وعدوں کو ہم بھی اپنی زندگیوں میں کثرت سے پورا ہوتا ہوا دیکھیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ یہ نظارے بھی دکھائے۔ پس بہت دعائیں کرتے رہیں، نئے سال میں دعاؤں کے ساتھ داخل ہوں۔ تہجد کا بھی خاص اہتمام کریں۔ بعض مساجد میں ہو بھی رہا ہے۔ باقی جہاں نہیں ہے وہاں بھی کرنا چاہئے۔ انفرادی طور پر، اجتماعی طور پر نہیں تو انفرادی طور پر بھی اور گھروں میں بھی تہجد کی نماز خاص طور پر ادا کرنی چاہئے۔ دعا کرنی چاہئے۔ اول تو یہ مستقل عادت ہونی چاہئے لیکن کل سے جب پڑھیں یا رات سے تو اس کو بھی کوشش کریں کہ مستقل حصہ زندگیوں کا بن جائے۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق بھی دے سب کو۔ یہ دعائیں بھی درود شریف اور استغفار کے علاوہ کثرت سے پڑھا کریں کہ (مندرجہ بالا دعائیں) (خطبہ جمعہ فرمودہ 31 دسمبر 2021ء)

اقبال کو بڑھانا اب فضل لے کے آنا
ہر رنج سے بچانا دکھ درد سے چھڑانا
خود میرے کام کرنا یارب نہ آزمانا
یہ روز کر مبارک سُبۡحَانَ مَنۡ یَّرَانِیۡ

مرسلہ: مریم رحمٰن

اداریہ

آنحضورؐ کی عائلی زندگی

ہمارے پیارے آقا، انسانوں کے فخر، نبیوں کے سرتاج جن کے ظہور کی بشارت آدم سے لے کر تمام انبیاء نے دی۔جس کا مہبط انوار الٰہی اور سرچشمہ روحانیت تھا جو مظہر اتم الوہیت اور جس کے اخلاق خدا تعالیٰ کی صفات کے مظہر اور قرآن کریم کی بولتی تصویر ہیں۔جس کی تمام حرکات وسکنات، قربانیاں، نمازیں اور زندگی اور موت خالص خدا کے لیے تھیں اور جو اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيۡمٍ کا مصداق تھا اور جو تمام کائنات اور عالمین کے لیے ابر رحمت بن کر آیا۔آج اس آرٹیکل میں اس عظیم نبی کی عائلی زندگی کی ایک جھلک دکھانا مقصود ہے۔

قرآن کریم میں اللہ کا ارشاد ہے وَعَاشِرُوۡهُنَّ بِالۡمَعۡرُوۡفِ کہ اپنے گھروں میں نہایت معروف طریق پر معاشرت کا سلوک کرو۔خلق عظیم پر فائز یہ وجود اس حکم خدا پر نہ صرف خود عمل پیرا تھا بلکہ اپنے ماننے والوں کو بھی ساری عمر یہ تلقین کرتا رہا کہ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُكُمْ لِاَهْلِيْ۔ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپؐ کے بارہ میں یہ عظیم الشان گواہی دیتی ہیں کہ

آپ آدمیوں میں سے ایک آدمی تھے اپنے کپڑوں کی دیکھ بھال خود ہی کر لیتے۔بکری کا دودھ خود نکالتے اور اپنی ضرورتیں خود ہی پوری کر لیتے۔ نیز اپنے کپڑوں کو خود ہی پیوند لگا لیتے، اپنے جوتے مرمت کر لیتے، اپنے ڈول کو ٹانکے لگا لیتے، جانوروں کو چارہ ڈالتے، خادم کے ساتھ مل کر کام کرا لیتے۔اس کے ساتھ مل کر آٹا پسوا دیتے، خود ہی سودا سلف لاتے اور ضرورت کی چیزیں ایک کپڑے میں باندھ کر اٹھا لاتے۔

اگر جب کبھی آپ رات کو دیر سے آتے تو کسی کو تکلیف وزحمت دیئے بغیر یا جگائے بغیر کھانا یا دودھ لے کر خود تناول فرما لیتے۔

آنحضرت ﷺ اپنی ازواج مطہرات کے اوصاف کی بڑی قدر کرتے۔حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ایثار وقربانی اور وفا کی ان کی وفات کے بعد بھی ہمیشہ محبت کے ساتھ اُن کے محبت بھرے سلوک کو یاد کرتے۔ یہاں تک کہ آپ کی دوسری ازواج کو بھی ان پر رشک آتا۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا یا رسول اللہ! آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس قدر اچھی بیویاں عطا کی ہیں۔ اس بڑھیا کا ذکر جانے دیں تو آپ ﷺ نے فرمایا، نہیں نہیں۔ خدیجہ اس وقت میری ساتھی بنیں جب میں تنہا تھا، بے یارومددگار تھا وہ اپنے مال کے ساتھ مجھ پر فدا ہو گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے اولاد بھی عطا کی۔ انہوں نے اس وقت میری تصدیق کی جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خوردسالی کا خیال کرتے ہوئے ان کی دلداری فرماتے،ان کے جذبات کا خیال رکھتے۔ایک دفعہ عید کے موقع پر حبشیوں نے شمشیر زنی کے کرتب دکھائے تو آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اپنی اوٹ میں لے کر کھڑے ہو گئے۔ جب تک کہ وہ خود تھک نہیں گئیں آپ وہاں سے نہیں ہٹے۔

ایک موقع پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہمراہ دوڑنے کا مقابلہ بھی کیا۔جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آگے نکل گئیں۔ دوسرے موقع پر پھر مقابلہ ہوا تو آپ ﷺ آگے نکل گئے۔جس پر آپ ﷺ نے مسکراتے ہوئے فرمایا۔ عائشہ! اب وہ بدلہ اُتر گیا۔

عدل وانصاف کے تقاضے کو پورا کرتے ہوئے آپؐ نے تمام ازواج مطہرات کے ہاں باریاں مقرر کی ہوئیں تھیں۔ اکثر نماز عصر کے بعد آپؐ اپنی تمام ازواج کے ہاں ان کی خیریت دریافت کرنے جایا کرتے تھے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا چونکہ یہود سے تھیں اس لیے دیگر ازواج مطہرات آپ کو بعض دفعہ یہودیہ کا طعنہ دیا کرتیں۔ ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ طعنہ دیا تو آپ رونے لگیں۔ خلق عظیم کے مالک رحمۃ اللعالمین نے وجہ پوچھی تو بڑا عمدہ جواب دیا۔فرمایا۔ تم نے یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ تم دونوں کس طرح مجھ سے زیادہ معزز ہو میں نبیوں کی اولاد ہوں۔ میرا باپ ہارون نبی تھا۔میرا چچا موسیٰ اور میرا خاوند محمد ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

نبی کریم ﷺ تمام لوگوں سے زیادہ نرم خو تھے اور سب سے زیادہ کریم، گھر میں کبھی تیوری نہ چڑھائی، ہمیشہ مسکراتے رہتے، اپنی ساری زندگی میں آنحضرت ﷺ نے کبھی اپنی کسی بیوی پر ہاتھ نہیں اٹھایا نہ کبھی کسی خادم کو مارا۔

آنحضرت ﷺ کا سلوک اپنی بیویوں کے رشتہ داروں سے بھی نہایت محبت بھرا تھا۔آپ جب قربانی کرتے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھی گوشت بجھواتے اور ہمیشہ کہا کرتے کہ خدیجہ کی سہیلیوں کو نہ بھولنا۔

آنحضور ﷺ بیویوں کے مخصوص ایام میں بھی ان کا خاص لحاظ وخیال فرماتے۔ ان کے ساتھ مل کر بیٹھتے، بستر میں ان کے ساتھ آرام فرماتے اور محبت و ملاطفت میں کوئی کمی نہ آنے دیتے۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں حائضہ ہونے کی حالت میں پانی پی کر آپ ﷺ کو دے دیتی پھر آپ ﷺ اسی جگہ سے منہ لگا کر پانی پیتے جہاں سے میں نے منہ لگایا ہوتا۔

آنحضرت ﷺ کی بیویوں میں سے کوئی بیمار ہو جاتی تو آپ ﷺ بذات خود ان کی تیمارداری فرماتے اور ہر قسم کا خیال رکھتے۔

الغرض عائلی زندگی میں خلق عظیم کے بے شمار درخشندہ پہلو ہیں۔

ے زہے خلق کامل زہے حسن تام
علیك الصلوٰۃ علیك السلام
محمد ہی نام اور محمد ہی کام
علیك الصلوٰۃ علیك السلام

(ابو سعید)

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

بقیہ: دربارِ خلافت...... از صفحہ 2

ہیں۔اس میں جان کی قربانی بھی ہے جو اُن قربانی کرنے والوں کو شہادت کا رتبہ دلا رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں میں یہ لوگ داخل ہو رہے ہیں۔لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا کہ شہادت صرف اسی قدر نہیں ہے،شہید کا مطلب صرف اسی قدر نہیں ہے،اس کی گہرائی جاننے کے لئے اُن نوجوان سوال کرنے والوں کو ضرورت ہے اور بڑوں کو بھی ضرورت ہے، تا کہ شہادت کے مقام کے حصول کی ہر کوئی کوشش کرے۔اس دعا کی روح کو سمجھے اور خدا تعالیٰ کی رضا کی جنتوں میں داخل ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر حضرت ابوہریرہؓ کو فرمایا کہ اگر صرف اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارے جانے والے ہی شہید کہلائیں گے تو پھر تو میری اُمّت میں بہت تھوڑے شہید ہوں گے۔

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب بیان الشہداء، حدیث 1915)

مسلم کی ایک حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صدقِ نیت سے شہادت کی تمنا کرے، اللہ تعالیٰ اُسے شہداء کے زمرے میں داخل کرے گا خواہ اُس کی وفات بستر پر ہی کیوں نہ ہو۔

(صحیح مسلم کتاب الامارۃ باب استحباب طلب الشہادۃ فی سبیل اللہ تعالیٰ، حدیث 1909)

بدر کے موقع پر بھی ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو اُس کے عہد کا واسطہ دے کر فتح مانگی تھی۔ اُن مسلمانوں کی زندگی مانگی تھی جو آپ کے ساتھ بدر کی جنگ میں شامل تھے۔ جان قربان کر کے شہادت پانا نہیں مانگا تھا۔عرض کیا تھا کہ اگر یہ مسلمان ہلاک ہو گئے تو پھر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔

(صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر باب الامداد بالملائکۃ فی غزوۃ بدر... حدیث: 1763)

اللہ تعالیٰ نے بھی انسان کا جو مقصدِ پیدائش بیان فرمایا ہے وہ عبادت ہی بیان فرمایا ہے۔

پس ایک حقیقی مومن کا پیدائش کا مقصد صرف ایک دفعہ کی زندگی قربان کرنا نہیں ہے بلکہ مسلسل اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی کوشش ہے اور ہر قربانی کے لئے ہر وقت تیار رہنا ہے۔ ہاں یہ بھی احادیث میں آتا ہے کہ ایک مومن جنگ کی خواہش نہ کرے۔ لیکن جب زبردستی اُسے اس میں گھسیٹا جائے، جب دین کے مقابلے پر ایک مومن کی جان لینے کی کوشش کی جائے تو پھر وہ ڈر کر پیچھے نہ ہٹے بلکہ مردانہ وار اپنی جان کا نذرانہ پیش کرے اور اس سے کبھی پیچھے نہ ہٹے۔

(صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیر باب لا تمنوا لقاء العدو حدیث: 3025)

جب جنگوں کی اجازت اور حالات تھے تو دشمن کا مقابلہ کر کے یا جان قربان کر کے ایک مومن شہادت کا رتبہ پاتا تھا یا فتح پاتا تھا اور اس میں کسی قسم کا خوف اور ڈر شامل نہیں ہوتا تھا۔

آجکل کے حالات میں جنگ تو ہے نہیں۔ جماعت احمدیہ کے دشمن بھی ہیں اور ہمارے جو دشمن ہیں، جو بزدل دشمن ہے یہ چھپ کر حملہ کرتا ہے۔ لیکن اگر سامنے آ کر بھی حملہ کرے تو پھر بھی جنگ کرنے کا تو حکم نہیں ہے۔ بعض احمدیوں کو وارننگ کے خطوط بھی آتے ہیں کہ یا احمدیت چھوڑ دو یا مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔تو اُس وقت ایک مومن کی مردانگی یہی ہے اور پاکستان کے احمدی اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ جان تو بیشک چلی جائے مگر دین اور خدا تعالیٰ کی رضا کو قربان نہیں کیا جا سکتا۔ پس یہ ایک مومن کا امتیاز ہے جو مختلف حالات میں، مختلف صورتوں میں قائم رہتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں اور صالحین میں شامل ہونے کے لئے مومن کو دعا بھی سکھائی ہے۔لیکن شہادت کی وسعت کیا ہے؟ جیسا کہ مَیں نے کہا اس کا مطلب کیا ہے؟ اس کا فلسفہ کیا ہے؟ اس کی گہرائی کیا ہے؟ اس کو سمجھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان کرتے ہوئے ہمیں زمانے کے امام مسیح موعود اور مہدی موعود علیہ السلام کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی ہے جنہوں نے ہمیں کھول کر اور واضح کر کے اس بارے میں سمجھایا ہے کہ یہ کیا چیز ہے؟ اس وقت مَیں یہ آیت جو پہلے بیان کر چکا ہوں، نبی، صدیق اور شہید اور صالحین ان سب کی خصوصیات کے بارے میں تو بیان نہیں کروں گا۔جیسا کہ مَیں نے کہا کہ شہید کے بارے میں سوال ہوتا ہے اور اُسی کو آپ کی تفسیر اور وضاحت کی روشنی میں اس وقت بیان کروں گا۔ کیونکہ شہید کا ہی ذکر ہو رہا ہے۔(جاری ہے)

(خطبہ جمعہ 14/ دسمبر 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

عائشہ چودہری۔ جرمنی

سورت الطور، النجم اور القمر کا تعارف

از حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

سورۃ الطور

یہ سورت ابتدائی مکی سورتوں میں سے ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی پچاس آیات ہیں۔

اس سورت کا آغاز بھی آسمانی گواہیوں سے کیا گیا ہے۔ سب سے پہلے تو طُور کی گواہی ہے جس پر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان سے بہت بلند تر رسول یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر دی گئی تھی۔ پھر ایک ایسی لکھی ہوئی کتاب کی قسم کھائی گئی ہے جو چمڑے کے کھلے صحیفوں پر لکھی ہوئی ہے۔ چونکہ پرانے زمانہ میں چمڑے پر لکھنے کا رواج تھا اس لئے وہ کتاب چمڑے کے صحیفوں پر لکھی ہوئی بتائی گئی ہے۔ اور اس کتاب میں ہی بیت اللہ کی پیشگوئی موجود ہے جو متقیوں اور روحانیت سے معمور ہوگا۔ اور ایک دفعہ پھر اونچی چھت والے آسمان کو گواہ ٹھہرایا گیا اور جوش مارتے ہوئے سمندر کو بھی جن دونوں کے مابین پانی مسخر کر دیا گیا ہے اور وہ زندگی کا سہارا بنتا ہے۔

ان تمام آسمانی گواہیوں کے ذکر کے بعد اللہ تعالیٰ یہ انذار فرماتا ہے کہ جس دن آسمان سخت لرزہ کھائے گا اور پہاڑوں جیسی بڑی بڑی دنیاوی طاقتیں اکھیڑ پھینکی جائیں گی اور سب دنیا میں پراگندہ ہو جائیں گی، اُس دن تکذیب کرنے والوں کے لئے دنیا ہی میں بہت بڑی ہلاکت ہو گی۔

اس کے بعد مجرموں کو جہنم کا وعید دیا جا رہا ہے اور متقیوں کو جنات کی خوشخبری عطا کی جا رہی ہے۔ پس آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلسل نصیحت کرتے چلے جانے کا ارشاد فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اے رسول! نہ تیری باتیں کاہنوں کی باتوں کی طرح ڈھکونسلے ہیں اور نہ تُو مجنون ہے کیونکہ خود تیرا کلام اور تجھ پر نازل ہونے والا کلام ان دونوں باتوں کی قطعی طور پر نفی کرتا ہے۔ اس لئے اپنے ربّ کا حکم پہنچانے کے لئے اس کی خاطر صبر کر۔ تُو ہماری نگاہوں کے سامنے ہے یعنی ہر وقت ہماری حفاظت میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی تسبیح اس کی حمد کے ساتھ بلند کرتا رہ، خواہ تُو دن کی عبادت کے لئے کھڑا ہو یا رات کی عبادت کے لئے کھڑا ہو۔ اور جب ستارے ڈوب چکے ہوں تب بھی اپنے ربّ کی عبادت میں مصروف رہ۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 951)

سورۃ النّجم

یہ سورت ہجرتِ حبشہ کے معاً بعد نبوت کے پانچویں سال نازل ہوئی تھی۔ بسم اللہ سمیت اس کی تریسٹھ آیات ہیں۔

اس سورت کا نام اَلنّجم ہے اور پہلی سورت کے آخر پر بھی اِدْبَارَالنُّجُوم کا ذکر ہے۔ اس کے بعد مضمون کو مشرکوں کی طرف پھیرا گیا ہے اور وہ ستارہ جس کی مشرک عبادت کیا کرتے تھے اس کے گر جانے کی پیشگوئی فرمائی گئی ہے اور فرمایا کہ یہ بات آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی طرف سے نہیں گھڑی کیونکہ آپؐ کبھی بھی اپنے نفس کی خواہش کے ساتھ کلام نہیں کرتے۔

اس سے پہلے سورت ’’الذّاریات‘‘ کے آخر پر جس اللہ کو ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ فرمایا گیا اور الرَّزَّاق بھی، اسی اللہ کا ذکر کرتے ہوئے اس سورت میں شَدِيْدُ الْقُوٰى اور ذُوْمِرَّةٍ فرمایا گیا یعنی جو بہت قوی صفات والا اور بے مثل حکمت والا ہے۔

اس کے بعد معراج کے واقعہ کا ذکر شروع ہو جاتا ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ربّ کے قریب ہوئے اور اللہ تعالیٰ آپؐ پر رحمت کے ساتھ جھک گیا اور وہ دو کمانوں کے ایک وتر کی طرح ہو گیا۔ یہ بہت پیچیدہ آیات ہیں جن کی مختلف رنگ میں تشریح کی کوشش کی گئی ہے۔ یقیناً اس واقعہ میں کسی ظاہری آسمان کا ذکر نہیں بلکہ قلبِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر گزرنے والے ایک غیر معمولی ماجرا کا ذکر ہے۔ ایک ایسا کشف جس کی کوئی نظیر کسی دوسرے نبی کی زندگی میں نہیں ملتی۔ آپؐ کا دل اللہ کی محبت میں اُفق کی طرف بلند ہوا اور اللہ اپنے بندے کی محبت میں اس کے دل پر اُتر آیا۔ اور قَابَ قَوْسَيْنِ سے مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ وتَر بن گئے جو اللہ تعالیٰ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوسوں کے درمیان ایک ہی وتَر تھا۔ گویا اللہ تعالیٰ کی قوس سے چلنے والا تیر وہی تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوس سے چلتا تھا۔ یہ تفسیر قرآن کریم کی آیت وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى کے عین مطابق ہے۔ اس لئے اسے ہرگز تفسیر بالرّائے نہیں کہا جا سکتا۔

پھر معراج کے جسمانی ہونے کی کلیتّہً نفی کر دی گئی جب فرمایا مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى کہ جسمانی آنکھوں نے اللہ کو نہیں دیکھا بلکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کی آنکھوں نے جس اللہ کو دیکھا اس دل نے اس کے بیان میں کوئی جھوٹ نہیں بولا۔

اس کے بعد ایک سِدْرَة کا ذکر ہے جو اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان ایک سرحدیں تقسیم کرنے والی باڑ کی طرح ہے۔ درحقیقت پہلے بھی عربوں میں یہی رواج تھا اور آج بھی یہ رواج ملتا ہے کہ جب ایک زمیندار کی ملکیت کی حد ختم ہوتی ہے تو دوسرے زمیندار اور اس کے درمیان حدِّ فاصل کے طور پر کانٹے دار بیریاں لگا دی جاتی ہیں۔ پس آسمان پر ہرگز کوئی بیری کا درخت نہیں اُگا ہوا تھا کہ جس سے پرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جا سکتے تھے۔ یہ ایک انتہائی مضحکہ خیز تفسیر ہے جو ازمنۂ وسطیٰ کے بعض مفسرین نے کی ہے۔ مراد صرف اتنی ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس ارفع مقام تک اللہ تعالیٰ کا قرب پا گئے جس کے ورے کسی بندے کی رسائی ممکن نہیں تھی کیونکہ اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ کی صفات تنزیہی کا مضمون شروع ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد کفار کے فرضی خداؤں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کے وجود کا کوئی ثبوت ان کے پاس نہیں۔ صرف اٹکل پچّو سے کام لیتے ہیں۔ پس یہی ان کا تمام تر علم ہے۔

یہاں شِعْرٰى سے مراد وہی النَّجم ہے جسے مشرکوں نے خدا بنا رکھا تھا۔ اس کے بعد گزشتہ مشرک قومیں شرک کے نتیجہ میں جس بد انجام کو پہنچیں ان کا بطور عبرت اختصار کے ساتھ ذکر ہے۔

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 959-960)

سورۃ القمر

یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی اور بسم اللہ سمیت اس کی چھپن آیات ہیں۔

اس سے پہلی سورت میں مشرکوں کے مصنوعی خدا ’’شِعْرٰی‘‘ کے گرنے کا ذکر ہے گویا یہ پیشگوئی کی گئی ہے کہ شرک اپنے فرضی خدا سمیت ضرور ہلاک کر دیا جائے گا۔

اب سورۃ القمر کے آغاز ہی میں یہ خبر دے دی گئی کہ وہ گھڑی آ گئی ہے اور اس پر چاند نے دو ٹکڑے ہو کر گواہی دے دی۔ چاند سے مراد عربوں کا بادشاہت کا دَور ہے اور چاند کی یہ تفسیر بھی خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ پس اب ہمیشہ کے لئے مشرکین کی بادشاہت کا دَور ختم ہوا اور وہ گھڑی آ گئی جو انقلاب کی گھڑی تھی اور جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے ساتھ برپا ہونی تھی۔

اس کے بعد ایک ایسی آیت ہے جس سے قطعی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اس وقت کے مشرکین نے چند لمحوں کے لئے چاند کو یقیناً دو حصوں میں بٹتے ہوئے دیکھا تھا۔ اس کے متعلق مفسرین نے غلط یا صحیح بہت سی تفاسیر کی ہیں لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ اگر مشرکین نے یہ نظارہ چاند کے بٹنے کا دیکھا نہ ہوتا تو فوراً اس واقعہ کے ظہور کا انکار کر دیتے اور مومنین بھی اپنے ایمان سے پھر جاتے کیونکہ ایمان کی تمام تر بنیاد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق پر تھی۔ ’’سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ‘‘ کہہ کر مشرکین مکہ نے گواہی دے دی کہ واقعہ تو ضرور ہوا ہے لیکن جادو ہے اور اس قسم کے جادو محمدؐ ہمیشہ دکھاتے رہتے ہیں۔

اس کے بعد ایک دفعہ پھر گزشتہ مشرک قوموں کا ذکر ہے کہ ہر ایک نے اپنے وقت کے رسول کو مجنون ہی قرار دیا تھا اور وہ یکے بعد دیگرے اپنے کفر اور گستاخیوں کے نتیجہ میں ہلاک کر دی گئیں۔

اس سورت میں ایک آیت کی بار بار تکرار کی گئی ہے کہ ہم نے قرآن کریم کو نصیحت حاصل کرنے کے لئے آسان بنایا ہے یعنی گزشتہ قوموں کے حالات پر کوئی معمولی سا بھی غور کرتا تو اس کو آسانی سے یہ بات سمجھ آ سکتی تھی کہ دنیا میں سب سے بڑی تباہی شرک نے پھیلائی ہوئی ہے۔ لیکن کوئی ہے جو نصیحت پکڑنے والا ہو۔ نہ پہلوں میں سے اکثر نے نصیحت پکڑی اور نہ بعد میں آنے والوں میں سے اکثر نصیحت پکڑتے ہیں

(قرآن کریم اردو ترجمہ مع سورتوں کا تعارف از حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ، صفحہ 966)

غلام مصباح بلوچ۔ استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا

تعارف صحابہ کرامؓ

حضرت مولوی غلام احمد اختر رضی اللہ عنہ۔ اوچ شریف

حضرت مولوی غلام احمد اختؔر رضی اللہ عنہ اوچ شریف ضلع بہاولپور کے رہنے والے تھے اور ریاست بہاولپور میں ضلعدار نہر تھے۔ آپ ایک جید عالم اور فارسی کے ممتاز شاعر تھے۔ آپ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب رحمۃ اللہ علیہ آف چاچڑاں شریف کے حلقہ ارادت میں تھے اور اکثر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور حضرت خواجہ صاحب بھی ان سے للّٰہی محبت رکھتے۔ (حیات احمد مصنفہ حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ۔ جلد چہارم صفحہ 496) آپ کو سلسلہ احمدیہ میں شمولیت اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا صحابی ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت خواجہ غلام فرید صاحب کے ملفوظات پر مشتمل کتاب ''مقابیس المجالس المعروف بہ اشارات فریدی'' میں بھی آپ کا ذکر موجود ہے خصوصًا ان جگہوں پر جہاں حضرت خواجہ صاحبؒ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق گفتگو فرمائی ہے۔ آپ اس بات کا تذکرہ کیا کرتے تھے کہ حضرت خواجہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لیے بہت احترام کا اظہار فرماتے تھے۔ جولائی 1922ء میں آپ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ ''حضرت خلیفہ اول جب دربار بہاولپور میں بغرض علاج نواب صاحب طلب کیے گئے تو پہلے حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑانی سے بھی استصواب کیا گیا تھا، اس پر بعض لوگ جو ریاست میں اس وقت ممتاز عہدوں پر تھے اور اپنے آپ کو دیندار خیال کرتے تھے، انہوں نے یہ اعتراض کیا کہ ''حضرت صاحب'' (مراد حضرت خواجہ غلام فرید) بعض اوقات تو دین کا کچھ باقی نہیں رہنے دیتے، اب ''مرزائی'' کے بلائے جانے کا مشورہ دے دیا ہے۔ جب یہ بات ایک ذریعہ سے خواجہ صاحب کے پاس پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ مرزا صاحب کا کلام شیخ اکبر کی طرح عمیق ہے یہ لوگ اس کو سمجھتے نہیں، یونہی چلاتے ہیں۔''

(الفضل 17اگست 1922ء صفحہ 6)

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں: ''مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ....چاچڑاں پہنچا اور وہاں جاکر علمائے ہند و پنجاب کے فتویٰ کو پیش کیا اور مختلف طریقوں سے اُن پر اثر ڈالا کہ وہ اپنے خط کے خلاف کوئی ایسی تحریر دے دیں جس سے ان اعترافاتِ تکریم کی تردید ہو اور ان کے فتویٰ کفر کی تائید۔ حضرت مولوی غلام احمد اختر ان ایام میں وہاں موجود تھے اور ان کو خطرہ تھا کہ مولوی محمد حسین صاحب اپنی بلیس ابلیس میں کامیاب نہ ہوجائیں۔ یہ خطرہ اس لیے نہ تھا کہ اس سے سلسلہ کو نقصان پہنچے گا بلکہ اس وجہ سے کہ ان کو حضرت خواجہ صاحب سے جو ارادت تھی اس کا تقاضا تھا کہ حضرت خواجہ صاحب کے کسی جدید بیان سے ان کی شان میں نقص نہ پیدا ہو۔ حضرت خواجہ صاحب نے ان کو پریشان پاکر فرمایا کہ آپ فکر نہ کریں، میں اس کو خوبصورتی سے ٹلا دوں گا۔ حضرت خواجہ صاحب نے مولوی محمد حسین صاحب کے فتویٰ اور مباحثات کے سلسلہ میں فرمایا کہ ہم لوگ علمائے ظاہر کے طرز پر مباحثات اور فتاویٰ سے کام نہیں رکھتے، آپ نے اپنا فرض تبلیغ ادا کر دیا۔''

(حیات احمد جلد چہارم صفحہ 496,497 از حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد صدق دل سے خلافت کے ساتھ وابستہ رہے اور خلافت ثانیہ کے موقع پر علیحدگی اختیار کرنے والوں کے روّیے پر نہایت تأسف کرتے ہوئے، نہ صرف خود فورًا مبائعین میں شامل ہوئے بلکہ اپنے علاقہ کے قریبًا پچاس افراد کو بھی دامن خلافت سے بیعت کرایا۔ اس موقع پر لکھے گئے آپ کے دو خطوط اخبار الحکم اور الفضل میں شائع شدہ ہیں جو ذیل میں دیے جاتے ہیں:

اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ جماعت میں وقوع اختلاف کا افسوس ہے اور مولوی محمد علی صاحب ترجمہ قرآن سے فارغ ہوکر عجب میں مبتلا ہوگئے ہیں، ان کا بھی افسوس ہے وہ اونچی جگہ سے گرے ہیں۔ صد افسوس انہوں نے اَنۡ اَقِیۡمُوا الدِّیۡنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوۡا اور ما ضلَّ قَوۡمٌ بَعۡدَ ھُدًی کانوا عَلَیھا اِلَّا اولوالجدال کی پرواہ نہیں کی۔ جن دلائل سے وہ خصم کا مقابلہ مدۃ العمر کرتے رہے وہی یکدم اپنے اوپر وارد کرلیں، انہوں نے نہ سمجھا کہ وسعت مشرب ایک خوبی ہے مگر وسعت کی حد وہی بہتر ہے جو الٰہی تعلیم مقرر کر دیتی ہے..... جماعت احمدی اوچ شریف کا اقرار بیعت منجانب 54 مرد و زن ارسال ہے، قبول فرما کر دعاؤں میں شامل فرمایا جاوے اور میرا لڑکا بشیر اوچی زبان آوروں کے زیر اثر آ گیا ہے اس کے لیے بہت دعا فرمائی جاوے۔ اوچ شریف میں میلہ ہوتا ہے لاکھ سے زیادہ آدمی جمع ہوتے ہیں، جو نصائح مسلمان کر سکتے ہیں سب ہوتی ہیں یہاں ان کے مقابل وعظ کا انتظام کیا جاتا ہے۔ جماعت نے ملتان میں بھی حافظ روشن علی صاحب کی خدمت دعوت کا عرض کیا تھا، حضور ان کو معہ ایک واعظ مثل شیخ غلام احمد صاحب یا مولوی غلام رسول راجیکی کے روانہ فرماویں جو یکم ورنہ 2/ اپریل کو ضرور وہ کرانچی لائن چنی گوٹھ سٹیشن پر اتریں، سواری موجود ہوگی۔ دعاؤں میں یاد رکھا جاوے۔ والسلام

(خاکسار غلام احمد از اوچ ریاست بہاول پور)

(الحکم 28 مارچ 1914ء صفحہ 4,5)

ایک اور جگہ لکھا: ''جن لوگوں نے تفرقہ جماعت میں ڈالا ہے وہ خواہ کیسے اہل قلم اور کیسے زبان آور ہوں، جواب دہ ہوں گے۔ آج تک حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب جماعت کے محمود اور ممدوح تھے، آج ان کی نسبت انکار کے آواز آرہے ہیں۔ افسوس چالیس آدمی کی بیعت کی حالت میں انکار و افتراق جائز نہ تھا، ان لوگوں نے صدہا کی بیعت کے بعد بھی انکار کیا ..... مَیں نے بمعہ تمام جماعت احمدیہ اوچ زن و مرد کے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ ثانی کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے۔ میں نے مولوی محمد علی صاحب کے اعلان کو دیکھا ہے، انہوں نے ایسا کیا ہے جو اُن کو زیبا نہ تھا.... غلام احمد اختر ضلعدار از اوچ شریف''

(الفضل یکم اپریل 1914ء صفحہ 18)

آپ اپنے علاقہ میں تبلیغ اور اشاعت میں کوشاں رہتے، مرکز سے واعظین کو بلاکر مجالس کا اہتمام کراتے۔ نظارت دعوت و تبلیغ قادیان ایک جگہ لکھتی ہے: ''مولوی غلام احمد صاحب اختؔر اوچ ریاست بہاولپور کے مرکز سے ریاست میں کام کریں گے۔'' (الفضل 23فروری 1926ء صفحہ 2) آپ ایک علمی شخصیت تھے، نظم و نثر دونوں میں اچھا لکھتے تھے، جماعتی لٹریچر میں شائع شدہ آپ کے مضامین اور نظموں کی ایک فہرست ذیل میں دی جاتی ہے:

خاتم النبیین کے متعلق آپ کے مضمون بدر 18/ نومبر 1909ء اور بدر 30دسمبر 1909ء میں شائع شدہ ہیں۔

مضمون ''النبوۃ بعد نبینا محمد خاتم النبیینؐ'' (بدر 25/ مئی 1911ء صفحہ 3 تا 5)

مضمون بعنوان ''الصادق و المصدّق و المصدوق'' جو ابن عربیؒ کی تفسیر سورۃ زخرف آیت 62 کے حوالے سے حضرت عیسیٰؑ کی آمد ثانی کے متعلق ہے۔ (بدر 28/اپریل و 5/ مئی 1910ء صفحہ 3) اسی اخبار میں صفحہ 5 پر اپنی ساری تنخواہ چندہ میں دینے کا عمدہ نمونہ (منشی غلام احمد صاحب اخترؔ سکنہ اوچ ضلع بہاولپور تحریر فرماتے ہیں کہ چٹھی جدید متعلق چندہ تعمیر پہنچی۔ اگرچہ مجھے سخت ضروریات ہیں مگر اسے مقدم قرار دے کر اپنی ساری تنخواہ مبلغ۔۔۔ آج ہی بذریعہ منی آرڈر ارسال ہے۔''

- آپ کا عربی مکتوب (الفضل 25/ اپریل 1914ء صفحہ 2)
- مسئلہ کفر و اسلام پر آپ کا مضمون (الفضل یکم جون 1914ء صفحہ 18، 17)
- آپ کی نظم در اہدائے کتاب لطیفہ اخترؔ (الفضل 16جنوری 1922ء صفحہ 8)
- رباعیات اختر (الفضل 19جنوری 1922ء صفحہ 11 کالم 3)
- جنوری 1922 بعد نماز عصر آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے حضور اپنی نظم سنائی۔ (الفضل 9فروری 1922ء صفحہ 1,2)
- ''جناب مولوی غلام احمد صاحب اخترؔ نے حضرت مسیح موعود کی نظم مندرجہ براہین احمدیہ حصہ پنجم کے ایک حصہ کا فارسی میں منظوم ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح کو سنایا۔'' (الفضل 17جولائی 1922ء صفحہ 1 کالم 1)
- آپ کی نظم مسدس جو جلسہ سالانہ 1922ء پر پڑھی (الفضل 11جنوری 1923ء صفحہ 1,2)
- بحضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ (الفضل 29جنوری 1923ء صفحہ 1,2)
- آپ کی نظم (الفضل 18جنوری 1924ء صفحہ 1,2)
- نظم (فاروق 12/ ستمبر 1918ء صفحہ 1، 2)
- ضیاء اختر۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی رضی اللہ عنہ کی نظم پر ایک بابی نے منہ چڑایا اور تضمین سے پاک معنوں میں تحریف کی اور ''اَلۡقَی الشَّیۡطٰنُ فِیۡۤ اُمۡنِیَّتِہٖ'' کا مصداق بنا، جناب مولانا غلام احمد صاحب اخترؔ (اوچ) اس پر شہاب ثاقب گراتے ہیں: (الفضل 19اگست 1924ء صفحہ 2)
- حضرت مولوی نعمت اللہ خان صاحب شہید افغانستان کے متعلق نظم (الفضل 2اکتوبر 1924ء صفحہ 1,2)
- نظم بمسرت مراجعت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ (الفضل 25نومبر 1924ء صفحہ 20)

بقیہ صفحہ 11 پر

عاطف وقاص۔ ٹورنٹو کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں

سبق نمبر 33

ضمیر: Pronoun

قاعدہ: اگر ایک فقرے میں ایک اسم (نام، شخص) یا ضمیر فاعل ہو یعنی فقرے کا سبجیکٹ ہو اور وہی اس فقرے کا مفعول یعنی آبجیکٹ بھی ہو تو ضمیر کی مفعولی حالت یعنی آبجیکٹیو کیس استعمال کرنے کی بجائے، آپ کو، اپنے تیئں، اپنے آپ کو، خود کو وغیرہ میں سے کوئی ایک استعمال کرتے ہیں مثلاً اکبر اپنے آپ کو لوگوں سے دور رکھتا ہے۔ اس فقرے میں کام کرنے والا بھی اکبر ہے یعنی فاعل اور جس پر کام ہو رہا ہے وہ بھی اکبر ہے یعنی مفعول تو یہاں بجائے یہ کہنے کے کہ اکبر اِس کو یا اُس کو لوگوں سے دور رکھتا ہے یہ کہیں گے کہ اکبر اپنے آپ کو لوگوں سے دور رکھتا ہے۔ پھر ایک اور فقرہ دیکھتے ہیں۔ اکبر اپنے تیئں بڑا آدمی سمجھتا ہے۔ جدید اردو میں اس کو اس طرح کہتے ہیں کہ اکبر خود کو بڑا آدمی سمجھتا ہے، اکبر خود کو لوگوں سے دور رکھتا ہے۔

پس جب فاعل ہی مفعول ہو تو ضمیر مفعولی کی بجائے مندرجہ بالا الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

قاعدہ: اگر فقرے میں فاعل ہی مفعول ہو یعنی ایک انسان یا چیز خود اپنے ہی بارے میں بات کر رہی ہو اور اس کی ملکیت ظاہر کرنی ہو تو ضمیر کی اضافی حالت کی بجائے اپنا، اپنی، اپنے حسب موقع استعمال ہوں گے مثلاً اکبر اپنی حرکت سے باز نہیں آتا تم اپنا کام کرو۔ یہ کہنا غلط ہوگا کہ تم تمہارا کام کرو۔ یا اکبر اس کی حرکت سے باز نہیں آتا۔ پھر دیکھیے فقرہ مجھے اپنے کام سے فرصت نہیں۔ ایک اور فقرہ دیکھتے ہیں۔ وہ خود تو چلے گئے مگر اپنا کام مجھ پہ چھوڑ گئے۔

لیکن یہ اسی صورت میں ہوگا جب کہ فقرے میں کام کرنے والا یعنی فاعل جسے انگریزی میں سبجیکٹ کہتے ہیں ایک ہو اگر فاعل الگ الگ ہیں تو اپنے کی ضمیر نہیں آئے گی، بلکہ جس ضمیر کا موقع ہوگا اسی کی اضافی حالت آئے گی اور یہ آپ کو یاد ہو چکا ہوگا کہ اضافی حالت ملکیت کو ظاہر کرتی ہے۔ اب اس نکتے کو آسان مثال سے سمجھتے ہیں۔

وہ تو چلے گئے مگر ان کا کام مجھ پر آن پڑا۔ اس فقرے میں دو فاعل ہیں ایک (وہ) اور دوسرا (ان کا کام) اس لئے لفظ اپنا استعمال نہیں ہوا بلکہ ضمیر اضافی ان کا، استعمال ہوئی۔ اگر یہاں ہوتا کہ وہ تو چلا گیا تو پھر ضمیر ہوتی اس کا کام۔ پس چلے گئے سے فاعل کا جمع ہونا ظاہر ہے یعنی ایک سے زائد لوگ چلے گئے اس لئے ضمیر جمع کی آئی یعنی ان کا کام۔ اردو میں عزت کے لئے بھی جمع کا استعمال کیا جاتا ہے۔ ایک اور مثال دیکھتے ہیں۔ تم تو چلے گئے مگر تمھارا کام انہوں نے مجھے سونپ دیا۔ اس فقرے میں بھی دو فاعل ہیں تم اور انہوں نے۔ یہاں سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ ضمائر بھی بطور فاعل استعمال ہوتی ہیں اور یہ انگریزی زبان میں بھی ہوتا ہے۔ یہ تو آپ کو یاد ہوگیا ہوگا کہ ضمیر کو انگریزی میں پروناؤن کہتے ہیں۔

قاعدہ: اس کا فیصلہ کہ اپنا، اپنی، اپنے میں سے کون سا لفظ کب اور کہاں آئے گا مضاف کے لحاظ سے حسب ترتیب کیا جاتا ہے۔ اگر مضاف واحد مذکر ہے تو 'اپنا' آئے گا۔ جیسے علی اپنا کھانا ساتھ لایا۔ اگر علی کوئی مونث چیز لایا ہے تو فقرہ اس طرح ہوگا۔ علی اپنی سائیکل لایا۔ اگر وہ چیز جو علی لایا وہ جمع اور مذکر ہو تو فقرہ اس طرح ہوگا۔ علی اپنے جوتے لایا۔ اگر علی کوئی مونث جمع چیزیں لایا تو فقرہ اس طرح ہوگا۔ علی اپنی کتابیں لایا۔ مضاف سے مراد وہ لفظ ہے جس کے متعلق بات ہو رہی ہو۔ جیسے گلاب کا پھول میں گلاب مضاف ہے۔ علی اپنا کھانا ساتھ لایا میں کھانا مضاف ہے۔

قاعدہ: اگر مضاف کے بعد حروف ربط یعنی پری پوزیشن آجائیں تو 'اپنا' بدل کر 'اپنے' ہو جاتا ہے۔ جیسے وہ (مذکر، مونث واحد) اپنے کام (مضاف) سے (حرفِ ربط) پریشان ہے۔ ایک اور مثال دیکھتے ہیں۔ وہ اپنے ہوش میں نہیں ہے۔ آپ اپنے بچوں کو کس طرح پڑھاتے ہیں۔ ان تمام مثالوں میں سے، میں اور کو حرف ربط ہیں جنھیں انگریزی میں پری پوزیشنز کہا جاتا ہے۔ اسی طرح ان تمام مثالوں میں کام، ہوش اور بچوں مضاف ہیں۔

تاکید کے لئے: آپ اور اپنا دوسرے ضمائر کے ساتھ تاکید کے لئے بھی آتا ہے جبکہ وہ انسان کی اپنی مرضی اور پسند کا اظہار کرتا ہے۔ جیسے میں وہاں آپ گیا تھا۔ اس کے دو معنی ہیں۔ ایک یہ کہ میں خود اپنی مرضی سے وہاں گیا تھا۔ دوسرے یہ کہ میں نے خود وہاں جا کر مشاہدہ کیا ہے۔ یعنی سنی سنائی بات نہیں ہے بلکہ ذاتی تجربہ کیا ہے۔ اس میں ایک تیسرا معنی بھی ہے وہ یہ کہ میں نے اس جگہ کو اہمیت دی اور وہاں خود گیا۔ اس طرح یہ مثالیں دیکھیں۔ ہم آپ آئے تھے۔ یعنی ہم اپنی مرضی سے آئے تھے اور ہم خود گواہ ہیں کیونکہ ہم نے خود مشاہدہ کیا۔ تم آپ گئے تھے۔ یعنی تم اپنی مرضی سے گئے تھے کسی نے تمہیں جانے پر مجبور نہیں کیا وغیرہ۔

ایک اور اصول دیکھتے ہیں۔ ملکیت کے اظہار کے لئے لفظ اپنا کا استعمال کس طرح ہوتا ہے۔ یہ میرا اپنا کام تھا۔ یعنی یہاں بتانے والا یہ بتانا چاہتا ہے کہ کام پوری طرح میرا ذاتی تھا تو تاکید کے لئے بجائے میرا کی تکرار کے اپنا استعمال ہوگا۔ جیسے یہ کہنا کہ یہ میرا میرا کام تھا۔ غلط ہوگا بلکہ اس طرح کہیں گے کہ یہ میرا اپنا کام تھا۔ پس یہاں اپنا ضمیر کی حالت اضافی کے طور پہ استعمال ہوا ہے۔ یہ تو آپ کو یاد ہو چکا ہوگا کہ ضمیر کی حالت اضافی کا مطلب ہے پروناؤن کا پوزیسو کیس۔ ایک اور مثال دیکھتے ہیں۔ یہ ان کا اپنا باغ ہے۔ یہاں بھی بات میں زور پیدا کیا گیا ہے کہ یہ باغ نہ صرف ان سے تعلق رکھتا ہے بلکہ ان ہی کی ملکیت ہے نہ کہ کرائے یا سمجھوتے پہ لی گئی جگہ۔

خود کا استعمال:

یہ ایک فارسی لفظ ہے جس کے معنی ہیں 'آپ یا اپنے'۔ مثال کے طور پہ، انہوں نے خود فرمایا۔ خود بعض لحاظ سے زیادہ واضح معنی دیتا ہے۔ خاص طور پہ جب بات کرنے والا ہی مفعول ہو تو 'آپ' سے زیادہ بہتر معنی لفظ خود دیتا ہے۔ مثال دیکھتے ہیں۔ میں نے خود اسے یہ کتاب دی۔ اب اگر خود کی جگہ آپ استعمال کریں جیسے میں نے آپ اسے یہ کتاب دی۔ تو یہ عجیب لگتا ہے۔

مشکل: ایک مشکل کا اظہار کیا جاتا ہے کہ کیا خود کا تعلق میں نے سے ہے یا اسے سے ہے۔ لہٰذا اس کا بہترین حل یہ ہے کہ خود کا تعلق جس سے ہو اس لفظ سے پہلے خود لگانا چاہیے۔ جیسے اگر خود کا تعلق میں نے سے ظاہر کرنا ہو تو اس طرح کہا جائے گا کہ، خود میں نے اسے یہ کتاب دی۔ یہاں زور میں نے پہ ہے۔ مزید یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ جب حالت اضافی ہو تو خود غیر مناسب ہوگا بلکہ اپنا کا استعمال زیادہ بہتر ہوگا۔ جیسے، میں نے اسے اپنا نام بتایا کو اگر کہیں کہ میں نے اسے خود کا نام بتایا تو یہ معنوں کو واضح نہیں کرے گا۔ یا یہ کہنا کہ یہ مکان میرا خود کا ہے درست طریق نہیں بلکہ کہنا چاہیے کہ یہ مکان میرا اپنا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

میں اس بات کی کچھ پرواہ نہیں کرتا۔ مومن کا ہاتھ اوپر ہی پڑا ہے یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ کافروں کی تدبیریں ہمیشہ الٹی ہو کر ان پر ہی پڑا کرتی ہیں۔ وَمَکَرُوۡا وَمَکَرَ اللّٰہُ ؕ وَاللّٰہُ خَیۡرُ الۡمٰکِرِیۡنَ۔

(آل عمران: 55)

میں یہ اچھی طرح جانتا ہوں کہ ان لوگوں کو میرے ساتھ ذاتی عداوت اور بغض ہے اور اس کی وجہ یہی ہے کہ میں ملل باطلہ کے ردّ اور ہلاک کرنے کے لئے مامور کیا گیا ہوں۔ میں جانتا ہوں اور میں اس میں ہرگز مبالغہ نہیں کرتا کہ ملل باطلہ کے ردّ کرنے کے لئے جس قدر جوش مجھے دیا گیا ہے میرا قلب فتویٰ دیتا ہے کہ اس تردید و ابطال ملل باطلہ کے لئے اگر تمام روئے زمین کے مسلمان ترازو کے ایک پلّہ میں رکھے جاویں اور میں اکیلا ایک طرف تو میرا پلّہ ہی وزن دار ہوگا۔ آریہ، عیسائی اور دوسری باطل ملتوں کے ابطال کے لئے جب میرا جوش اس قدر ہے پھر اگر ان لوگوں کو میرے ساتھ بغض نہ ہو تو اور کس کے ساتھ ہو۔ ان کا بغض اسی قسم کا ہے جیسے جانوروں کا ہوتا ہے۔ تین دن ہوئے مجھے الہام ہوا تھا اِنِّیۡ مَعَ الۡاَفۡوَاجِ اٰتِیۡکَ بَغۡتَۃً میں حیران ہوں یہ الہام مجھے بہت مرتبہ ہوا ہے اور عموماً مقدمات میں ہوا ہے۔ افواج کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ مقابل میں بھی بڑے بڑے منصوبے کئے گئے ہیں اور ایک جماعت ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کا جوش نفسانی نہیں ہوتا ہے، اس کے تو انتقام کے ساتھ بھی رحمانیت کا جوش ہوتا ہے۔ پس جب وہ افواج کے ساتھ آتا ہے تو اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ مقابل میں بھی فوجیں ہیں۔ جب تک مقابل کی طرف سے جوش انتقام کی حد نہ ہو جاوے خدا تعالیٰ کی انتقامی قوت جوش میں نہیں آتی۔

(ملفوظات جلد 2 صفحہ 183 ایڈیشن 2016)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

ہاتھ اوپر پڑنا: غالب رہنا۔

تدبیر الٹی پڑنا: کوشش کا نتیجہ وہ نہ نکلنا جس کی توقع کی جائے۔

عداوت: دشمنی

بغض: پوشیدہ نفرت جو دل و دماغ میں بڑھتی رہے۔

ملل: ملت کی جمع، ملت یعنی قوم۔

ملل باطلہ: دنیا کی وہ قومیں جو جھوٹے نظریات پہ قائم ہیں اور ان کو فروغ دیتی ہیں۔

ردّ: توڑ کرنا، جھوٹے دلائل کو توڑنا۔

مبالغہ: بات کو حد سے، عقلی تقاضوں سے بڑھا کے پیش کرنا۔

جوش: عزم و ہمت۔

قلب: دل۔

فتویٰ: رائے، گواہی۔

تردید و ابطال: دلیل کے ساتھ غلط نظریات کی حقیقت واضح کرنا اور ان کا جھوٹا ہونا ثابت کرنا۔

روئے زمین: زمین کا چہرہ، مراد ہے ہر ایک مسلم آبادی۔

ترازو: پرانی طرز کا وزن تولنے کا آلہ جس کے دو حصے ہوتے ہیں جنہیں پلہ یا پلڑا کہا جاتا ہے۔ سکیل

وزن دار: بھاری۔

جانوروں جیسا بغض: یعنی انتقامی جذبہ جو عقل و فہم سے عاری یعنی خالی ہو محض جذبات پہ اس کی بنیاد ہو۔

مقدمات: مقدمہ کی جمع، یعنی عدالت میں چلنے والا کیس۔

افواج: فوج کی جمع۔

مقابل: یعنی جواب میں یا مقابلہ کرنے کے لئے۔

نفسانی: جو نفس سے متعلق ہو، جیسے ذاتی دشمنی ہونا۔

رحمانی: خدا تعالیٰ کی صفت رحمٰن سے متعلق۔

حد ہو جانا: یعنی ایک چیز کا انتہائی نکتہ تک پہنچ جانا۔

قمر احمد ظفر۔نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن جرمنی

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ مؤرخہ 03؍ دسمبر 2021ء

بصورت سوال و جواب

سوال: حضرت ابوبکرؓ کا نام، کُنیّت اور دو مشہور لقب کیا تھے؟

جواب: عبداللہ، ابوبکر، عتیق اور صدّیق

سوال: حضرت ابوبکرؓ کی ولادت کس سنِ عیسوی میں ہوئی؟

جواب: عام الفیل کے دو سال چھ ماہ بعد 573ء

سوال: حضرت ابوبکرؓ کا تعلق قریش کے کس قبیلہ نیز جاہلیّت میں آپؓ کا نام کیا تھا؟

جواب: بنو تیم بن مُرّہ عبد الکعبہ، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبدیل کر کے عبد اللہ رکھ دیا۔

سوال: حضرت ابوبکرؓ کے والد اور والدہ کا کیا نام تھا؟

جواب: آپؓ کے والد کا نام عثمان بن عامر اور اُن کی کُنیّت ابو قُحافہ تھی اور والدہ کا نام سلمٰی بنت صخر بن عامر اور اِن کی کُنیّت اُمّ الخیر تھی، ایک قول کے مطابق آپؓ کی والدہ کا نام لیلیٰ بنت صخر تھا۔

سوال: حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت ابوبکرؓ کا شجرۂ نسب کیا بیان فرمایا؟

جواب: حضرت ابوبکرؓ کا شجرۂ نسب ساتویں پُشت میں مُرّہ پر جا کر رسول اللہؐ سے مِلتا ہے، اِسی طرح حضرت ابوبکرؓ کی والدہ کا سلسلۂ نسب اپنے ننھیال اور دَدھیال دونوں طرف سے چھٹی پُشت پر جا کر رسول اللہؐ سے مِل جاتا ہے۔ ابو قُحافہ یعنی حضرت ابوبکرؓ کے والد کی اہلیّہ اُمّ الخیر اُن کے چچا کی بیٹی تھیں۔

سوال: حضرت ابوبکرؓ کے والدین کب تک زندہ رہے؟

جواب: حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد بھی زندہ رہے اور اُن دونوں نے اپنے بیٹے یعنی حضرت ابوبکرؓ کا ورثہ پایا، حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد پہلے اُن کی والدہ کی وفات ہوئی اور پھر حضرت ابوبکرؓ کے والد نے 14؍ ہجری میں ستانوے برس کی عمر میں وفات پائی۔

سوال: حضرت ابوبکرؓ کے والد نے کب اسلام قبول کیا نیز حضرت ابوبکرؓ کی والدہ قبولِ اسلام کے اعتبار سے کن لوگوں میں شامل تھیں؟

جواب: فتح مکّہ کے دن ابتدائی اسلام قبول کرنے والوں میں

سوال: بمطابق سیرت حلبیّہ رسولِ کریمؐ کس غرض سے دارِ ارقم تشریف لے گئے، اُس وقت مسلمانوں کی تعداد کتنی تھی نیز کن کے اصرار پر آنحضرتؐ اپنے تمام صحابہؓ کے ساتھ مسجدِ حرام میں تشریف لائے؟

جواب: تا کہ وہاں آپؐ اور آپؐ کے صحابہؓ چھپ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکیں، اڑتیس؛ حضرت ابوبکرؓ

سوال: مسجدِ حرام میں حضرت ابوبکرؓ نے لوگوں کے سامنے خطاب کیا جبکہ رسول اللہؐ تشریف فرما تھے، حضرت ابوبکرؓ نے خطاب میں لوگوں کو کیا دعوت دی نیز اِسی بناء پر آپؓ کو کیا امتیازی فضیلت حاصل ہوئی؟

جواب: اللہ اور اُس کے رسول کی طرف آپؓ رسول اللہؐ کے بعد پہلے خطیب ہیں جنہوں نے لوگوں کو اللہ کی طرف بُلایا۔

سوال: اُمّ جمیلؓ بنت خطاب کون تھیں؟

جواب: حضرت عمرؓ کی بہن

سوال: حضرت ابوبکرؓ کی پیدائش کے بارہ میں کن روایات کا تذکرہ ہؤا؟

جواب: الاصابۃ، جو صحابہؓ کی سوانح پر ایک مُستند کتاب ہے اِس کے مطابق حضرت ابوبکر صدّیقؓ کا عام الفیل کے دو سال چھ ماہ بعد پیدا ہوئے، تاریخِ طبری اور طبقات الکبریٰ میں لکھا ہے کہ آپؓ عام الفیل کے تین سال کے بعد پیدا ہوئے۔

سوال: حضرت ابوبکرؓ کے لقب عتیق کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

جواب: حضرت عائشہؓ نے بیان فرمایا کہ حضرت ابوبکرؓ، رسول اللہؐ کے پاس آئے تو آپؐ نے فرمایا! اَنْتَ عَتِيْقُ اللّٰهِ مِنَ النَّارِکہ تم اللہ کی طرف سے آگ سے آزاد کردہ ہو۔ پس اُس دن سے آپؓ کو عتیق کا لقب دیا گیا۔

سوال: بعض مؤرّخین حضرت ابوبکرؓ کے لقب کے بجائے نام عتیق بیان کرتے ہیں، کیا یہ درست ہے؟

جواب: یہ درست نہیں ہے چنانچہ علامہ جلال الدّین سیوطیؒ نے تاریخ الخلفاء میں امام نَوَوِی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کا نام عبد اللہ تھا اور یہی زیادہ مشہور اور درست ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپؓ کا نام عتیق تھا لیکن درست وہی ہے جس پر اکثر علماء متفق ہیں کہ عتیق آپؓ کا لقب تھا نہ کہ نام۔

سوال: سیرت ابن ہشّام میں لقب عتیق کی وجہ کیا بیان کی گئی ہے؟

جواب: آپؓ کے چہرہ کی خوبصورتی اور آپؓ کے حسن و جمال کی وجہ سے آپؓ کو عتیق کہا جاتا تھا۔

سوال: شرحِ سیرت ابنِ ہشّام میں لقبِ عتیق کی کیا وجوہات بیان کی گئی ہیں؟

جواب: عتیق کا مطلب ہے اَلْحَسَنُ یعنی عمدہ صفات والا گویا کہ آپؓ کو مذمت اور عیوب سے بچایا گیا تھا۔۔۔ آپؓ کو عتیق اِس لیے کہا جاتا ہے کہ آپؓ کی والدہ کا کوئی بچہ زندہ نہیں رہتا تھا اُنہوں نے نذر مانی کہ اگر اُن کے ہاں بچہ ہؤا تو وہ اِس کا نام عبد الکعبہ رکھیں گی اور اِس کو کعبہ کے لیے وقف کر دیں گی، جب آپؓ زندہ رہے اور جوَان ہو گئے تو آپؓ کا نام عتیق پڑ گیا گویا کہ آپؓ موت سے نجات دیئے گئے۔۔۔ بعض لوگوں کے مطابق آپؓ کو عتیق اِس لیے کہا جاتا تھا کہ آپؓ کے نسب میں کوئی ایسی چیز نہیں تھی جس کی وجہ سے اُس پر عیب لگایا جاتا، عتیق کا ایک معنی قدیم یا پُرانے کے بھی ہیں اِس لیے حضرت ابوبکرؓ کو عتیق اِس وجہ سے بھی کہا جاتا تھا کہ آپؓ قدیم سے نیکی اور بھلائی کرنے والے تھے، اِسی طرح اسلام قبول کرنے میں اور بھلائی میں پہل کرنے کی وجہ سے آپؓ کا لقب عتیق رکھا گیا تھا۔

سوال: کس نے نے لکھا ہے کہ جہاں تک صدّیق کا تعلق ہے تو کہا جاتا ہے زمانۂ جاہلیّت میں یہ لقب آپؓ کو دیا گیا تھا اِس سچائی کی وجہ سے جو آپؓ سے ظاہر ہوتی رہی، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آنحضرتؐ آپؓ کو جو خبریں بتایا کرتے تھے اِن کے متعلق رسول اللہؐ کی تصدیق میں جلدی کرنے کی وجہ سے آپؓ کا نام صدّیق پڑ گیا؟

جواب: علامہ جلال الدّین سیوطیؒ

سوال: آپؐ کی تصدیق ابوبکرؓ کریں گے اور وہ صدّیق ہیں، اِس حوالہ سے طبقات الکبریٰ میں کیا لکھا ہے؟

جواب: حضرت ابو ہریرہؓ کے آزاد کردہ غلام ابو وہب نے بیان کیا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا! جس رات مجھے لے جایا گیا (یعنی واقعۂ اِسراء میں) تو مَیں نے جبرائیلؑ سے کہا! یقیناً میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی (یعنی میری بات کو سچ نہیں مانے گی) تو جبرائیلؑ نے کہا! يُصَدِّقُكَ اَبُوْبَكْرٍ وَهُوَالصِّدِّيْقُ یعنی آپؐ کی تصدیق ابوبکرؓ کریں گے اور وہ صدّیق ہیں۔

سوال: کن کا فرمان ہے کہ آنحضرتؐ نے جو حضرت ابوبکرؓ کو صدّیق کا خطاب دیا ہے تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ آپؓ میں کیا کیا کمالات تھے۔ آنحضرتؐ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی فضیلت اُس چیز کی وجہ سے ہے جو اُس کے دل کے اندر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو حقیقت میں حضرت ابوبکرؓ نے جو صدق دکھایا اِس کی نظیر ملنی مشکل ہے اور سچ تو یہ ہے کہ ہر زمانہ میں جو شخص صدّیق کے کمالات حاصل کرنے کی خواہش کرے اُس کے لیے ضروری ہے کہ ابوبکری خصلت اور فطرت کو اپنے اندر پیدا کرنے کے لیے جہاں تک ممکن ہو مجاہدہ کرے اور پھر حتّی المقدور دُعا سے کام لے، جب تک ابوبکری فطرت کا سایہ اپنے اوپر ڈال نہیں لیتا اور اُسی رنگ میں رنگین نہیں ہو جاتا صدّیقی کمالات حاصل نہیں ہو سکتے؟

جواب: سیّدنا حضرت اقدس مسیحِ موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

سوال: عتیق اور صدّیق کے علاوہ حضرت ابوبکرؓ کے دیگر القابات کون سے ہیں؟

جواب: ’’خَلِيْفَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ‘‘ یہ لقب آپؓ کو آنحضرتؐ کی وفات کے بعد اُن کے خلیفہ ہونے کی وجہ سے دیا گیا ’’، اَوَّاهٌ ‘‘بہت ہی بُردبار اور نرم دل ’’، اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ‘‘بہت ہی بُردبار، نرم دل اور جھکنے والا ’’اَمِيْرُالشّٰكِرِيْن‘‘ شکر کرنے والوں کا سردار ’’ثَانِيَ اثْنَيْنِ ‘‘ آپؓ کو اللہ تعالیٰ نے اِس لقب سے پکارا ہے ’’، صَاحِبُ الرَّسُوْلِ ‘‘رسول کا ساتھی ’’، آدمِ ثانی ‘‘وہ لقب جو حضرت اقدس مسیحِ موعودؑ نے آپؓ کو عطاء فرمایا ’’، خَلِيْلُ الرَّسُوْلِ ‘‘رسول کا خلیل ’’۔

سوال: حضورِ انور ایدّہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حدیث ’’اگر مَیں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا‘‘ کی کیا تصریح پیش فرمائی؟

جواب: اِس روایت میں صِرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر آنحضرتؐ اپنا خلیل کسی کو بناتے تو حضرت ابوبکرؓ کو بناتے لیکن بنایا نہیں۔

سوال: حضرت ابوبکرؓ کی کُنیّت ’’ابوبکر‘‘ پڑنے کی کیا وُجوہ بیان کی جاتی ہیں؟

جواب: ایک سے زائد وُجوہ بیان کی جاتی ہیں بعض کے نزدیک بُکْرٌ جوَان اونٹ کو کہتے ہیں چونکہ آپؓ کو اونٹوں کی پرورش اور غور و پرداخت میں بہت دلچسپی اور مہارت تھی اِس لیے لوگوں نے آپؓ کو ابوبکرؓ کہنا شروع کر دیا۔ بَکَّرَ کا ایک معنی جلدی کرنا بھی ہے، پہل کرنے کے بھی ہوتے ہیں، بعض کے بقول یہ کُنیّت اِس لیے پڑی کہ آپؓ سب سے پہلے اسلام لائے، اِنَّهٗ بَكَّرَ اِلَى الْاِسْلَامِ قَبْلَ غَيْرِهٖ اُنہوں نے دوسروں سے پہلے اسلام کی طرف پیش قدمی کی۔ علامہ زمخشریؒ نے لکھا ہے کہ اُن کو پاکیزہ خصلتوں میں اِبتکار یعنی پیش پیش ہونے کی وجہ سے ابوبکرؓ کہا جاتا تھا۔

سوال: حضرت عائشہؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا حُلیہ مبارک کیا بیان فرمایا ہے؟

جواب: حضرت ابوبکرؓ گورے رنگ کے شخص تھے، دُبلے پتلے تھے، رُخساروں پر گوشت کم تھا، کمر ذرا خمیدہ تھی (ذرا سی جھکی ہوئی تھی) کہ آپؓ کا تہ بند بھی کمر پر نہیں رُکتا تھا اور نیچے سرک جاتا تھا، چہرہ کم گوشت والا تھا، آنکھیں اندر کی طرف تھیں اور پیشانی بلند تھی۔

سوال: رسولِ کریمؐ کی بعثت کے وقت حضرت ابوبکرؓ کا رأس المال کتنا تھا؟

جواب: چالیس ہزار دِرہم، آپؓ اِس میں سے غلاموں کو آزاد کرواتے اور مسلمانوں کی خبرگیری کرتے رہے یہاں تک کہ جب آپؓ مدینہ تشریف لائے تو اُس وقت آپؓ کے پاس پانچ ہزار دِرہم باقی تھے۔

سوال: حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے بعثت سے قبل رسولِ کریمؐ کے حلقۂ احباب کا ذکر کرتے ہوئے کیا تحریر فرمایا ہے؟

جواب: آنحضرتؐ کے دوستانہ تعلقات کا دائرہ بہت ہی محدود نظر آتا ہے۔۔۔جن کے ساتھ آپؐ کے دوستانہ تعلقات تھے اِن سب میں ممتاز حضرت ابوبکرؓ یعنی عبداللہ بن ابی قُحافہ تھے۔

سوال: کن کا قول ہے کہ نبیٔ کریمؐ کے بعد حضرت ابوبکرؓ اِس اُمّت کے سب سے بڑے تعبیر الرؤیا کے عالم تھے اور آپؓ لوگوں میں سب سے زیادہ اہلِ عرب کے حسب و نسب کو جاننے والے تھے؟

جواب: عِلم تعبیر الرؤیا کے بہت بڑے عالم ابنِ سیرینؒ

سوال: رسول اللہؐ کے صحابہؓ کے مجمع میں حضرت ابوبکرؓ سے پوچھا گیا کہ کیا آپؓ نے زمانۂ جاہلیّت میں کبھی شراب پی؟ اِس پر حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا! اَعُوْذُ بِاللّٰہِ، مَیں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔ پوچھا گیا اِس کی کیا وجہ ہے، اِس پر آپؓ نیز جب یہ بات رسول اللہ تک پہنچی تو آپؐ نے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا: مَیں اپنی عزت کو بچاتا تھا اور اپنی پاکیزگی کی حفاظت کرتا تھا کیونکہ جو شخص شراب پیتا ہے وہ اپنی عزت اور پاکیزگی کو ضائع کرتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: صَدَقَ اَبُوْبَکْرٍ، صَدَقَ اَبُوْبَکْرٍ یعنی ابوبکرؓ نے سچ کہا، ابوبکرؓ نے سچ کہا۔ آپؐ نے دو مرتبہ یہ فرمایا۔

بقیہ: رپورٹ بابت جلسہ سالانہ...... از صفحہ 12

سینیگال میں جلسہ سالانہ عموماً دسمبر کے اواخر میں منعقد ہوتا ہے اور دسمبر کے آغاز میں ہی نہ صرف جلسہ گاہ میں بلکہ سینیگال کے طول و عرض میں جلسہ سالانہ کی گہما گہمی نظر آنے لگتی ہے۔ ملک کی تمام جماعتوں میں دورے کر کے احباب کو جلسہ سالانہ کی تواریخ کی اطلاع دی جاتی ہے اور ہر ریجن سے زائرین جلسہ کے لانے کے لئے بسوں و دیگر سواریوں کے انتظامات کا سلسلہ جاری ہو جاتا ہے۔

جلسہ سالانہ کی سہ روزہ سرگرمیاں

امسال مؤرخہ 23 دسمبر بروز جمعرات ہی ملک کے دور دراز ریجنز سے شاملین جلسہ قافلہ در قافلہ آنا شروع ہوگئے تھے۔ اور ان میں ایسے احباب بھی شامل تھے جو 600 کلومیٹر سے زائد کا سفر کر کے جلسہ گاہ پہنچے تھے۔ اور قافلوں کی آمد کا سلسلہ جمعرات کی شام سے شروع ہو کر ساری رات صبح 10 بجے تک جاری رہا۔

مؤرخہ 24 دسمبر بروز جمعہ دن 12 بجے تمام احباب پرچم کشائی کے لئے جمع ہو چکے تھے۔ مکرم ناصر احمد سدھو صاحب امیر جماعت سینیگال نے لوائے احمدیت لہرایا اور مکرم عمر سانغ صاحب نائب امیر دوم نے سینیگال کا پرچم لہرایا۔ اس کے بعد مکرم ناصر احمد سدھو صاحب نے دعا کروائی۔ 1 بجے تک تمام حاضرین جلسہ نے جلسہ گاہ آکر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ لائیو سنا۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب جماعت سینیگال نے خطبہ جمعہ دیا اور نماز جمعہ کی امامت کروائی۔ شام کو پہلے سیشن کی صدارت مکرم مالک گئی صاحب نائب امیر اول نے کی۔ اس سیشن میں مہمانان کرام کو دعوت کلام دی گئی۔ بعد از نماز مغرب و عشاء لوکل زبانوں (وولف، پولار، سیرر، جولا) میں جلسے منعقد ہوئے۔ جن میں لوکل زبانوں میں تقاریر کے علاوہ سوال و جواب کا اہتمام بھی کیا گیا۔

مؤرخہ 25 دسمبر کو آغاز نماز تہجد، نماز فجر اور درس سے ہوا۔ بعد ازاں صبح اور شام دو اجلاسات ہوئے جن میں آنحضرت ﷺ کی حیات مبارکہ پر مختلف پہلوؤں سے تقاریر ہوئیں نیز اجلاس کے آخر میں معزز مہمانوں کو اظہار خیال کا موقع بھی دیا گیا۔ رات کو بعد از نماز مغرب و عشاء لوکل زبانوں میں جلسے بھی منعقد ہوئے۔

مؤرخہ 26 دسمبر کو بعد نماز فجر آخری اجلاس کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد ایک لمبا سلسلہ سوالات کا چلا جس میں مکرم امیر صاحب

سینیگال نے سوالات کے جوابات دیئے نیز مکرم نائب امیر صاحب نے وولف زبان میں ترجمہ کیا۔ 9 بجے 200 سے زائد طلباء میں سندیں و انعامات تقسیم کئے گئے جنہوں نے دوران سال اپنے تعلیمی میدان میں اعلیٰ نمبر حاصل کئے۔ 11 بجے کے قریب تمام احباب جلسہ گاہ میں آگئے جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جلسہ سالانہ قادیان سے لائیو خطاب نشر ہو رہا تھا۔ احباب نے پوری توجہ اور خاموشی سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب سنا اور اختتامی دعا میں شامل ہوئے۔ اس طرح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب اور دعا سے جلسہ سالانہ سینیگال بھی اختتام پذیر ہوا۔ بعد ازاں نماز ظہر و عصر کے بعد احباب کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔ نیز احباب اپنا رخت سفر باندھ کر واپسی کے لئے روانہ ہو گئے۔

جلسہ سالانہ سینیگال کا عمومی ماحول جماعت احمدیہ کی روایات کے مطابق رکھنے کی کوشش کی گئی۔ دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوتا رہا جس میں سو فیصد شاملین جلسہ شرکت کرتے ہیں نماز فجر کے بعد دو لوکل زبانوں میں درس کا انتظام ہوتا رہا۔

جلسہ سالانہ کی حاضری

جلسہ سالانہ سینیگال 2021 میں سینیگال کے 14 ریجنز کے تین سو سے زائد دیہاتوں کے 3565 مرد و خواتین شامل ہوئے۔ ان کے علاوہ ہمسایہ ممالک موریطانیہ اور گیمبیا سے بھی وفود نے شرکت کی۔ اسی طرح 200 سے زائد غیر از جماعت احباب شامل ہوئے جن میں اکثر چیف آف ویلج اور مختلف دیہاتوں کے نمائندگان تھے جو پہلی بار جلسہ سالانہ میں شامل ہو رہے تھے۔

جلسہ سالانہ سینیگال کی میڈیا کوریج

جلسہ سالانہ سینیگال میں متعدد ریڈیو کے نمائندگان کے علاوہ دارالحکومت ڈاکار کے دو TV چینلز نے جلسہ سالانہ کو نشر کیا۔ اور

یوٹیوب اور فیس بک کے ذریعہ 8000 سے زائد احباب نے ان رپورٹس کو دیکھا۔ نیز جلسہ سے 10 روز قبل سے ہی تمام ریجنز میں ریڈیو سٹیشنز پر جلسہ سالانہ کی آگاہی کے لئے اعلانات کئے جاتے رہے۔ نیز بعد از جلسہ بھی جلسہ کے پروگرامز ریجنز کے ریڈیوز پر نشر ہو رہے ہیں۔

اعلیٰ عہدیداران کی شرکت

جلسہ سالانہ میں ایک سیاسی پارٹی کے لیڈر اور ممبر آف پارلیمنٹ کے علاوہ بورکینا فاسو کے ایمبیسڈر بھی خصوصی طور پر جلسہ میں شامل ہوئے اور انتظامات کا جائزہ لیا۔ نیز لوکل پولیس کمشنر بھی جلسہ کے پہلے دن شامل ہوئے۔

60 ممالک کے عَلم

امسال پہلی مرتبہ لوائے احمدیت کے علاوہ 60 ممالک کے جھنڈے بھی لہرائے گئے جن میں جماعت احمدیہ کا قیام ہو چکا ہے۔ شاملین جلسہ اور خصوصاً حکومتی عہدیداران کے لئے یہ امر باعث دلچسپی تھا۔

جلسہ گاہ لجنہ اماء اللہ

دوسرے روز مؤرخہ 25 دسمبر کو صبح لجنہ اماء اللہ کی جلسہ گاہ میں لجنہ اماء اللہ کے زیر انتظام جلسہ کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ خواتین مقررین نے آنحضرت ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر تقاریر کیں۔ نیز حضور ﷺ کی شان میں بیان کردہ عربی قصائد بھی ناصرات نے نہایت خوش الحانی سے پڑھے۔ آخری روز مؤرخہ 26 دسمبر کو دوران سال اعلیٰ نمبروں سے کامیاب ہونے والی طالبات نے صدر صاحبہ لجنہ سے انعامات وصول کئے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام شاملین جلسہ کو جلسہ کی تمام ظاہری و باطنی برکات سے نوازے، اور جو خصوصی دعائیں حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے شاملین جلسہ کے لئے کی ہیں تمام شاملین جلسہ کو ان دعاؤں کا وارث بنائے۔ آمین

احمد عدنان ہاشمی۔ نمائندہ الفضل آن لائن، کینیا

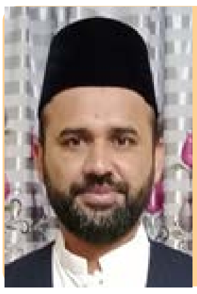

Humanity First تقسیم خوراک

کوسٹ ریجن، کینیا

ماہ اکتوبر و نومبر، 2021 میں بارشیں نہ ہونے کے سبب جہاں کینیا میں دیگر علاقہ متأثر ہوئے وہاں کوسٹ ریجن کا بہت سا علاقہ شدید خشک سالی کا شکار ہوا۔ خوراک اور پانی کی کمی نے نا صرف انسانوں بلکہ جانوروں تک کو متأثر کیا۔ کئی لوگوں کے مویشی پانی اور چارہ نہ ہونے کے باعث مر گئے، اور کچھ نے ان کے مرنے کے خوف سے اپنے مویشی کو اونے پونے داموں بیچ دیا۔

ایسی صورتِ حال میں مکرم و محترم بشارت احمد طاہر صاحب، مبلغ سلسلہ ممباسہ ریجن نے Humanity First سے درخواست کی اور انکے تعاون سے ملولا (Mlola) اور چیبوگا (Chibuga) کے مقامات میں واٹر ٹینکر کے ذریعہ پانی مہیا کیا گیا، نیز مقامی احبابِ جماعت کو دعا کی طرف توجہ دلائی گئی، اس پر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور چند دنوں میں بارشیں ہو گئیں اور پانی کی قلت رفع ہوگئی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

اسکے بعد خشک سالی سے متأثرہ علاقوں میں Humanity First نے 8 علاقوں میں مؤرخہ 21 اور 22 دسمبر، 2021ء کو خوراک کے 260 تھیلے جو قریباً 250,000 کینین شلنگ کی لاگت سے تیار کئے گئے تھے تقسیم کیے گئے۔ ان علاقوں کے نام یہ ہیں: Mlola, Nzovuni, Chibuga, Mwakijembe, Magozoni, Kwa Kadogo, Katolani & Vitsangalaweni

اسی طرح اس علاقہ میں ایک واٹر پمپ کی مرمت کی گئی۔ اسکے علاوہ مقامی گورنمنٹ کی انتظامیہ سے بھی ملاقاتیں کی گئیں جن میں انہیں جماعت کی خدمات سے آگاہ کیا گیا اور خدمتِ انسانیت میں اپنا کردار ادا کرنے کی تحریک کی گئی۔

اس خدمت کے لئے نیروبی سے مکرم و محترم اسماعیل کِشومہ صاحب اور مکرم راشد شاہ صاحب نمائندہ گان Humanity First بھی تشریف لائے نیز ممباسہ سے رضا کاران کی ایک ٹیم ان کے ساتھ شامل تھی جس میں مرکزی مبلغ سلسلہ کے علاوہ دیگر خدام بھی شریک تھے۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان خدمات کے دور رس نتائج نکالے اور احبابِ جماعت کے علم و عمل کی قوت کو بڑھائے نیز سلسلہ احمدیہ اور خلافتِ حقہ سے سچا اخلاص و وفا کا تعلق بنا دے۔ آمین ثم آمین

حامد اقبال۔ شعبہ تاریخ جامعہ جرمنی

جلسہ سیرت النبی ﷺ

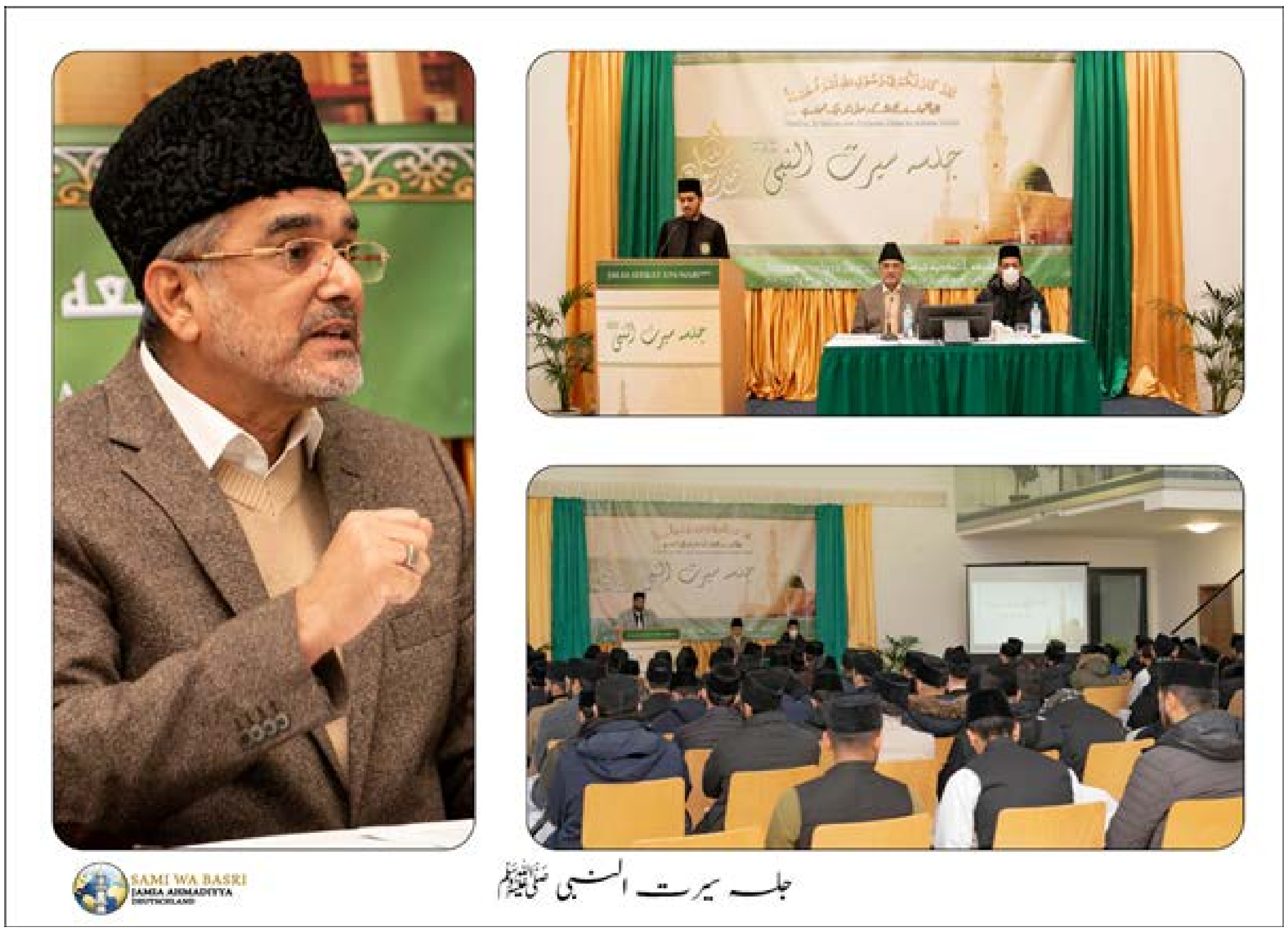

مؤرخہ 18 دسمبر 2021ء کو جامعہ احمدیہ جرمنی میں مجلس ارشاد کے انتظام کے تحت جلسہ سیرت النبی ﷺ منعقد کیا گیا۔ کورونا کی وبائی صورت حال کے پیش نظر جلسہ کے پروگرام کو مختصر رکھا گیا۔ جلسہ کی صدارت مکرم شمشاد احمد قمر، پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی نے فرمائی۔

جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم عدنان احمد بٹ نے پیش کی۔ تلاوت کے بعد عزیزم ماہد الیاس نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں لکھا ہوا نعتیہ کلام پیش کیا۔ اس کے بعد عزیزم محفوظ احمد منیر، متعلم جامعہ احمدیہ جرمنی نے تقریر بعنوان ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عبادات کا انداز‘‘ پیش کی۔ موصوف نے واقعات کی روشنی میں آپ ﷺ کی عبادات کا ذکر فرمایا۔ جس میں آپ ﷺ کی نماز کی کیفیت، نماز تہجد کے وقت خشوع و خضوع، تلاوت قرآن کا خاص اہتمام اور صحابہؓ کو بھی ترغیب دلانا وغیرہ کے پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔

مکرم شمشاد احمد قمر، پرنسپل جامعہ احمدیہ جرمنی نے اپنی تقریر میں طلباء کے سامنے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم وصف صبرو برداشت اور توہین رسالت کے نام پر بنائے گئے قوانین جس پر علماء ناصرف خود بلکہ عوام کو بھڑکا کر آپ ﷺ کے نام پر قتل و غارت کرواتے ہیں کی حقیقت بیان فرمائی۔ قرآن اور احادیث کی رو سے بیان کیا کہ ہر زمانہ میں انبیاء کی توہین کی جاتی رہی ہے۔ مگر انہیں کبھی سزا نہ دی گئی۔ آنحضور ﷺ کے زمانہ میں آپ ﷺ کی توہین کی گئی اور کئی صحابہ تھے جو آپ ﷺ سے اجازت مانگنے آتے تھے کہ وہ توہین کرنے والے کو قتل کر دیں مگر حضور ﷺ نے کبھی ان کو اس کی اجازت نہ دی۔ یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ جس کی توہین کی جائے وہ خود معاف کرسکتا ہے مگر دوسرا گستاخ رسول کو سزا دے سکتا ہے اس حوالے سے بیان کیا کہ آنحضور ﷺ کے زمانہ میں یہود و نصاریٰ کا کئی انبیاء کے بارہ میں ایسا عقیدہ تھا جس سے وہ ان مقدس وجودوں کی توہین کے مرتکب ہوتے تھے لیکن آنحضور ﷺ نے ان کے خلاف کبھی کوئی ہتک رسول کا فیصلہ نہ فرمایا۔

آج کل ایک حدیث مَنْ سَبَّ نبیاً فَاقْتُلُوْہُ کہ جس نے نبی کو گالی دی اسے قتل کر دو، توہین رسالت کے حوالے سے بہت پیش کی جاتی ہے۔ اس حدیث پر جرح کرتے ہوئے بیان کیا کہ یہ حدیث ضعیف اور قابل قبول نہیں ہے۔ آخر پر آپ نے قرآنی آیات کی رو سے دین پر استہزاء اور رسول کی توہین واقع ہونے پر مسلمانوں کو دی گئی قرآنی تعلیم بیان کی اور بتایا کہ آنحضور ﷺ کو بھی خدا نے دشمن کے خلاف تلوار کے ساتھ دفاع کی اجازت دی کیونکہ دشمن بھی تلوار کا استعمال کر رہا تھا۔ اسی طریق سے اس جواب دیا گیا۔ اسی طرح اگر دشمن زبانی یا تحریری حملہ کر رہا ہے تو اس کا جواب بھی پھر زبانی یا تحریری طور پر دینا ہے نہ کہ اسے قتل کر دیا جائے۔

کاشف احمد

زندگی احساس کا نام ہے

مشکل وقت روکا نہیں جاسکتا۔ کبھی بیماری ہے تو کبھی حادثہ اور کبھی کسی قریبی رشتے کا ٹوٹ جانا یا دنیا سے چلے جانا ایسا ہے کہ ہمیں ایک دوسرے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تکلیف کم کرنے کے لئے دلجوئی اور ہرطرح کی مدد کی خاطر۔

لیکن ایسے مشکل وقت میں لوگوں کا ارد گرد جمع ہو ہو کر ہجوم بنا لینا کافی نہیں ہوتا جو صرف افسوس کا اظہار کریں اور بجائے کام آنے کے مشکل میں اضافے کا باعث بنیں۔ ان ساتھ دینے والوں اور مدد کے لئے آنے والوں کی بھی کچھ تربیت کی ضرورت ہے چاہے وہ عام رشتہ دار ہوں یا پھر دوست احباب یا پھر والدین خاص طور پر والد کے لئے ان کی اپنی اولاد ہو۔

ایک کامل بزرگ سے ایک شخص نے شکایت کی کہ میرے والد مجھ سے خفا رہتے ہیں حالانکہ میں انکو ہر وہ چیز مہیا کرتا ہوں جسکا وہ مطالبہ کرتے ہیں۔ مگر میں یہ بات برداشت نہیں کرسکتا کہ وہ میرے کمائے ہوئے مال اور جائیداد کو از خود اپنے تصرف میں لائیں۔

بزرگ نے نوجوان شخص کو سر سے پیروں تک دیکھا اور فرمانے لگے کہ بیٹا یہی تو انکی ناراضگی کا سبب ہے کہ جو وہ مانگتے ہیں تم انکو لا کر دیتے ہو۔

نوجوان کہنے لگا کہ میں آپکی بات نہیں سمجھ پایا تھوڑی سی وضاحت کر دیں۔

فرمانے لگے، ابھی جاؤ اپنے والد کو ساتھ لے کر آؤ۔ جب وہ شخص اپنے والد کو ساتھ لے کر پہنچا تو اس عظیم اور کامل بزرگ نے استفسار کیا کہ کیا معاملہ ہے؟ تو اس شخص کے والد کے اپنے بیٹے کی طرف درد بھری نگاہوں سے دیکھا اور چند شعر پڑھے اور ان کا لب لباب سمجھانے کے لئے کہا، "بیٹا کیا کبھی تم نے غور کیا ہے کہ

جب تم دنیا میں ابھی آئے بھی نہیں تھے تو تمہارے آنے سے پہلے ہی تمہارے لئے ہر چیز تیار کر رکھی تھی۔ تمہارے لئے کپڑے، تمہاری خوراک کا انتظام، تمہاری حفاظت کا انتظام، تمہیں سردی نہ لگے اگر گرمی ہے تو گرمی نہ لگے، تمہارے آرام کا بندوبست، تمہاری قضائے حاجت تک کا انتظام تمہارے دنیا میں آنے سے پہلے ہی کر رکھا تھا۔ تمہیں بولنا کیا تمہارے کہنے پر سکھایا؟ یا تمہیں اپنے کندھے پر یا پیٹھ پر بٹھا کر سیر تمہارے کہنے پر کرائی؟ تمہیں چلنا پھرنا، کھانا پینا، کپڑے پہننا بغیر کہے سکھایا اور جو کچھ ہوسکتا تھا بغیر مانگے مہیا کرتا رہا۔ کیا وہ سب میرا مال اور جائیداد نہیں تھا جس کو تم بنا سوچے سمجھے بے دھڑک تصرف میں لاتے رہے؟ اور میں اب بھی اس بات کو فرض اور ذمہ داری بلکہ سعادت سمجھ کر نبھاتا ہوں۔

پھر آگے چلو! کیا تم سے کبھی پوچھا تھا کہ بیٹا! تم کو اسکول میں داخل کروائیں یا نہ۔

اسی طرح کالج یا یونیورسٹی میں داخلے کیلئے تم سے کبھی پوچھا ہو؟ بلکہ تمہارے بہتر مستقبل کیلئے تم سے پہلے ہی اسکول اور کالج میں داخلے کا بندوبست کر دیا۔ تمہارے کردار کی تعمیر جس پر اب لوگ رشک کرتے ہیں۔ کیا تم سے پوچھ کر کی؟

تمہاری ٹرانسپورٹ کیلئے، تمہاری یونیفارم اور کتابوں کیلئے تم سے نہیں پوچھا بلکہ اپنی استطاعت کے مطابق بہتر سے بہتر چیز تمہارے مانگنے سے پہلے ہی تمہیں لا کر دی۔

تمہیں تو شاید اسکا بھی احساس نہ ہو کہ جب تم نے جوانی میں قدم رکھا تھا تو تمہارے لئے ایک۔ اچھی لڑکی بھی ڈھونڈنی شروع کر دی جو تمہارے مزاج کے مطابق بھی ہو، نیک ہو، جو اچھی طرح تمہاری خدمت کر سکے اور تمہارا خیال رکھ سکے۔

لڑکی تلاش کرتے ہوئے بھی ترجیح تمہاری خدمت ہی رہی کبھی یہ خیال بھی نہیں آیا کہ ہم ایسی دلہن بیٹے کیلئے لائیں جو ہماری خدمت بھی کرے اور بیٹے کی بھی۔

تمہارے لئے کپڑے۔ تمہاری پہلی سائیکل۔ تمہارا اسکول۔ تمہارے کھلونے۔ تمہاری بول چال۔ تمہاری تربیت۔ تمہارا رہن سہن، چال چلن، رنگ ڈھنگ، گفتگو کا انداز، یہاں تک کہ تمہارے منہ سے نکلنے والا پہلا لفظ تک تمہیں بلا کسی بدلے کی امید کے فرض اور ذمہ داری جان کر سکھایا اور تمہارے مطالبے کے بغیر سکھایا۔

اور آج تم کہتے ہو کہ جو کچھ مجھ سے مانگتے ہیں میں انکو لا کر دیتا ہوں۔ اسکے باوجود خفا خفا سے کیوں رہتے ہیں اور خود سے میرے مال اور جائیداد کو اپنے تصرف میں لاتے ہیں۔

اس پر ان بزرگ کا چہرہ شدت جذبات سے سرخ ہو گیا اور فرمایا جاؤ۔ والدین کو بن مانگے دینا شروع کرو تم اور جو کچھ تمہارا ہے سب تمہارے باپ کا ہے۔ جس طرح ماں کے قدموں تلے جنت ہے، باپ اسی جنت کا دروازہ ہے اور اس کی خوشنودی کے بغیر تو جنت میں کبھی داخل نہیں ہوسکتا۔

انکی ضروریات کا خیال، اپنے بچوں کی ضروریات کی طرح کرنا شروع کرو۔ انکو اپنا قیمتی وقت دو۔ گھر کی ذمہ داریاں سعادت سمجھ کر خود لو۔ جیسے اپنے بچوں کے باپ بنے ہو ویسے ہی اپنے والدین کی نیک اولاد بنو اور انکو بن مانگے دینا شروع کرو جیسے وہ خالق کائنات تمہیں دیتا ہے اور اسی طرح انہوں نے کیا۔

اپنے آپ کو اس قابل بنالو کہ انکو تم سے مانگنے کی یا مطالبے کی ضرورت ہی نہ پڑے۔ انکو کبھی تمہاری کمی محسوس ہی نہ ہو۔ کم سے کم۔ اتنا وقت تو انکو عطا کر دو۔ انکے مسائل ان کے کہنے سے قبل جان لیا کرو۔ اگر ان کی مالی مدد نہیں کر سکتے تو انکی خدمت کرو۔

کیا کبھی ان کا دکھتا دل نہیں تو دکھتا جسم اور پھٹی ایڑھیاں کبھی دیکھی تم نے؟ کیا کبھی ان پر مرہم یا تیل اپنے ہاتھوں سے لگایا جیسے وہ تم کو چھوٹے ہوتے وقت لگاتے تھے؟

کیا کبھی ان کے سر میں تیل لگایا ہو؟ کیونکہ جب تم بچے تھے تو وہ باقاعدہ تمہارے سر میں تیل لگا کر کنگھی بھی کرتے تھے تمہارے بال سنوارتے کبھی سو نہیں پاتے تھے تو گود میں بٹھا کر سلاتے تھے۔ کبھی ان کے بال بھی سنوار کر تو دیکھو۔

کیا کبھی باپ کے پاؤں دبائے حالانکہ تمہارے باپ نے تمہیں بہت دفعہ دبایا ہو گا۔

کیا کبھی ماں یا باپ کیلئے ہاتھ میں پانی یا تولیہ لے کر کھڑے ہوئے ہو؟ جیسے وہ تمہارا منہ بچپن میں نیم گرم پانی سے دھویا کرتے تھے، کچھ کرو تو سہی، انہیں بغیر مانگے لا کر دو، ذمہ داریاں سعادت سمجھ کر اٹھا کر دیکھو، انہیں وقت دے کر دیکھو، خدمت کر کے دیکھو، انہیں اپنے ساتھ رکھو ہمیشہ، اپنے آپ پر کبھی بوجھ نہیں نعمت سمجھ کر دیکھو نہ ہی کسی اور کو ایسا سوچنے دو۔

جس طرح انہوں بوجھ نہیں سمجھا بغیر کسی بدلے کے دن رات پرورش کر کے معاشرے کا ایک کامیاب انسان بنایا۔ کم سے کم انکی وہی خدمات کا صلہ سمجھتے ہوئے ان سے حسن سلوک اختیار کرو۔ پھر دیکھنا وہ بھی خوش اور اللہ بھی خوش۔

یہ صرف والدین کی حد تک کی کہانی تھی مگر کیا ہم ایسا باقی سب لوگوں کے ساتھ بھی کر سکتے ہیں؟

بزرگان کا کہنا ہے کہ جب تو کسی ایک فرد کی محبت میں خود سے محبت چھوڑ دے تو یہ عشق مجازی ہے اور اگر تو سب کی محبت میں خود سے محبت کو ترک کر دے تو یہ عشق حقیقی ہے۔

کہتے ہیں خاموشی کے الفاظ غلط بولنے سے زیادہ آواز رکھتے ہیں۔

کسی کی خاموشی کبھی نظرانداز نہیں کرنی چاہیے۔ مگر کبھی کبھی تکلیف میں ہمیں الفاظ کی ضرورت ہوتی ہے۔

اگر کسی موقع پر آپ کو درست الفاظ کا چناؤ نہیں آتا تو کم از کم کچھ اچھا اور مناسب بولنا بالکل ہی احمقانہ شکل بنا کر بیٹھے رہنے سے بہتر ہے۔ کسی دیرینہ تعلق کی خاطر کم از کم ”مجھے افسوس ہے“ یا پھر ”مجھے آپ کا خیال آ رہا تھا“ یا پھر ”میں آپ کے لئے دعاگو ہوں“ جیسے الفاظ بھی کبھی کبھی مرہم کا کام کرتے ہیں۔

اپنے ارد گرد کے لوگوں کا احساس اشرف المخلوقات ہونے کا ثبوت ہے۔ اکثر لوگ مدد کی جو اشد ضرورت کے باوجود سوال نہیں اٹھاتے کیونکہ یہ خود کو کمزور ظاہر کرنے کا انتہائی درجہ ہے کہ آپ ظاہر کر دیں کہ آپ کسی وجہ سے بے بس ہو چکے ہیں اور زندگی میں ایسے مقام پر ہیں جہاں خود سے کچھ کرنے کے قابل نہیں۔ کوئی بھی کھانا مانگنے یا اپنے بچوں کا خیال رکھنے، کپڑے یا جوتے مانگنے کے لئے اپنے منہ سے کہنے سے شرماتا ہے۔ اس کے لئے آپ کو خود آگے بڑھ کے خیال کرنا ہو گا۔ کیونکہ اس کے لئے لوگ برداشت کرنے اور مشکل کو اکیلے ہی جھیل جانے کو ترجیح دیتے ہیں۔

کسی کی مشکل یا تکلیف میں یہ ہرگز نہیں کہنا چاہیے کہ مجھے بہت اچھی طرح پتا ہے کہ تم کیا محسوس کر رہے ہو یا اپنے کسی رشتے دار کا ایسا ہی قصہ لے کر ہرگز نہ بیٹھیں جس پر کچھ اس طرح کا وقت آ چکا ہو۔ آپ اس بات سے شائد یہ خیال کریں کہ شائد درد یا مشکل جلد کم ہو جائے گی جب دوسروں کا حال سنے گا مگر اس وقت اسے شائد اس کے درد اور مشکل کی اہمیت کا احساس ہے اسے اپنے درد کی پرواہ ہے اور آپ کو اسی طرح درد محسوس کرنا چاہیے جیسے اس کو درحقیقت ہو رہا ہے شائد وہ اس وقت تھوڑا اکڑ والگے اور اس کی باتیں برداشت کرنی مشکل ہوں مگر یہی درد کا مداوا ہے۔

جلدی مت کریں, وقت دیں چاہے دل کا ہو یا جسم کا, زخم بھرنے میں وقت لگتا ہے۔

ایک اچھا معالج درد کی دوا کے ساتھ ساتھ مریض کو وقت بھی دیتا ہے۔ اس کی تکلیف دہ گفتگو سنتا ہے اور غصّے کو برداشت کرتا ہے۔ کبھی بن مانگی اور غیر مستند نصیحت اور مشورہ مت دیں خاص طور پر محاورے اور کہاوتیں یا بزرگوں کی نصیحتیں مت سنائیں نہ کسی کی ہمت کا تذکرہ کریں۔ بن مانگے دینا ہے تو اپنی تمام صلاحیت، مال اور وسائل دل کھول کر خرچ کریں۔ بس اس بات کا خیال رکھیں کہ کبھی کوئی خصوصی ٹوٹکا یا جادوئی حل یا ایسا کوئی بھی فامولا مت دیں۔ ایسا کچھ نہیں ہوتا۔

بس کچھ کرسکیں تو اتنا کریں کہ ضرورت مند کو کبھی مت بھولیں۔ خاموشی سے بغیر احساس دلائے نظر رکھیں اور کام آیا کریں۔

ایڈیٹر کے نام خطوط

- مکرمہ ثمرہ خالد ۔ جرمنی سے لکھتی ہیں:

مؤرخہ 24 جنوری 2022ء کی اشاعت میں ’’معاشرہ جب اپنی اقدار کھو بیٹھتا ہے‘‘ بہت عمدہ تحریر ہے۔جس میں پاکستانی معاشرے (نام نہاد اسلامی معاشرے) کی تلخ سیاہ کاریوں سے پردہ اٹھایا گیا اور آخر میں معاشرے کے امن واستحکام کا حل خلافت کے تعویذ کو پہننے میں دیا گیا ہے۔ خدا کرے کہ اُمتِ مسلمہ جلد ہوش کے ناخن لے اور خلافتِ احمدیہ کے سائے تلے آ کر اسلام کا بول بالا کرے۔ آمین

مؤرخہ 22 جنوری کی اشاعت میں محترمہ امتہ الباری ناصر کی تحریر ’’ایک تھی بشریٰ‘‘ نے گھنٹوں اپنے حصار میں لئے رکھا۔انہوں نے بشریٰ صاحبہ کی شخصیت اور معمولات کا اتنا خوبصورت نقشہ کھینچا کہ یوں لگا جیسے مرحومہ سے برسوں کی شناسائی ہو۔

خاکسار ادارہ الفضل کے توسط سے مکرمہ امتہ الباری کا شکریہ ادا کرتی ہے کہ انہوں نے ایک باکمال شخصیت کے محاسن اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کا تعزیتی مکتوب قارئین سے شیئر کیا۔ یہ مکتوب بلاشبہ ادب کا شاہکار ،لفظوں کا بحرِ ذخار ہے جس کا ہر ہر لفظ سیپ میں موتیوں کی مانند ہے۔

ایسی تحریرات جن میں سعید روحوں کا ذکرِ خیر ہو، جہاں ایک طرف ہمیں اپنا جائزہ لینے کی تحریک دلاتیں تو دوسری طرف زندگی کو مثبت انداز میں گزارنے کے گُر سکھاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو غریقِ رحمت کرے اور اپنے قُربِ جوار میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین۔

- مکرمہ سعدیہ تسنیم سحر۔جرمنی سے لکھتی ہیں:

آج کے الفضل میں مضمون ’’ایک تھی بشریٰ‘‘ پڑھ کر دل ایسا گداز ہوا کہ کچھ نہ پوچھیے۔ رو رو کر پڑھا اور پڑھ پڑھ کر روئی۔ ابھی پرنٹ نکال کر محفوظ کرلیا۔ ان باتوں میں سے چھلکتی اس للہی دوستی پر بہت رشک آیا۔ دل چاہا کہ اس دوستی کی تکون میں، میں بھی ہوتی۔ ان کی دعائیں پڑھ کر لگا کہ یہ تو وہ دعائیں ہیں جو میرے دل سے نکلتی ہیں۔ یہ وہ سرگوشیاں ہیں جو اٹھتے،چلتے پھرتے دل سے دل میں سفر کرتی ہیں لیکن کبھی الفاظ کا جامہ نہ پہنا سکیں۔

- مکرم اے آر بھٹی لکھتے ہیں:

خدا کا شکر ہے کہ الفضل آن لائن پڑھنے کو مل رہا ہے۔جس میں فقہی مسائل کے علاوہ اور بہت کچھ پڑھنے کو ملتا ہے۔ خدا کرے یہ سلسلہ جاری رہے آمین۔ جماعتی ایکٹیویٹیز سے بھی آگاہی رہتی ہے اور علمی مضامین تو نالج میں بے بہا اضافہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام لکھنے والوں کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین جس محنت اور کوشش سے تمام ٹیم کے کارکنان الفضل آن لائن سب تک پہنچا رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں بھی بہترین اجر عطا فرمائے۔ آمین۔

بقیہ: تعارف صحابہ کرامؓ ...... از صفحہ 5

- آپ کی نظم جو 5/ جنوری 1925ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے حضور پڑھی گئی:(الفضل 20جنوری 1925ء صفحہ 1,2)
- جلسہ سالانہ 1925ء پر اپنی ایک مسدس پڑھنا (الفضل 12جنوری 1926ء صفحہ 8)
- شان رسول اللہ ﷺ (نعتیہ کلام) (الفضل یکم نومبر 1927ء صفحہ 19۔ یہ نظم مجلس میلاد جامع مسجد بہاولپور میں پڑھی گئی۔)
- جلسہ سالانہ کے لیے طویل نظم (الفضل 19 فروری 1933ء صفحہ 9)
- 1934ء میں احرار کی یورش کے جواب میں حضرت حافظ مختار احمد صاحب شاہجہانپوری رضی اللہ عنہ کی نظمیں بعنوان ’’بیان اہل درد‘‘ جماعت میں اس قدر مقبول ہوئیں کہ بعض دیگر احمدی شعراء نے بھی اس زمین میں طبع آزمائی کی، حضرت اختؔر صاحب نے بھی نظم کہی جو یوں ہے: (الفضل 15جنوری 1936ء صفحہ 3)
- حضور کے سفر سندھ کے موقع پر سٹیشن ڈیرہ نواب پر حضور سے شرف ملاقات حاصل کرنا اور اپنی فارسی نظم سنانا (الفضل 5فروری 1936ء صفحہ 2)(الفضل 11فروری 1936ء صفحہ 2)
- حضور کے سفر سندھ سے واپسی پر فارسی نظم (الفضل 29فروری 1936ء صفحہ 2)
- حضرت ابو العطاء جالندھری صاحب کی بلاد عربیہ سے واپسی پر فارسی میں نظم (الفضل 25اپریل 1936ء صفحہ 7)
- حضورؓ کے سفر سندھ سے واپسی کے موقعپر اپنی فارسی نظم سنانا (الفضل 9/جون 1938ء صفحہ 7۔ الحکم 9/جون 1938ء صفحہ 7)

آپ نے 1942ء میں وفات پائی، اخبار الفضل نے خبر وفات دیتے ہوئے لکھا:

’’یہ خبر نہایت رنج اور افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ حضرت مولوی غلام احمد صاحب اختر آف اوچ شریف ریاست بہاولپور جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مخلص صحابی اور فارسی کے بہت بڑے عالم تھے، وفات پاچکے ہیں، اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ حضرت مولوی صاحب نے گزشتہ نومبر میں بہاولپور میں پتھری کا اپریشن کرایا تھا مگر صحت نہ ہوئی اور اسی تکلیف میں آخر انہوں نے فروری 1942ء میں وفات پائی۔ چونکہ ان کے پسماندگان میں سے کوئی احمدی نہیں اس لیے کسی نے اطلاع نہیں دی اور اب ایک احمدی نے یہ اطلاع دی ہے، احباب حضرت مولوی صاحب مرحوم کے لیے دعائے مغفرت کریں۔‘‘

(الفضل 8/جولائی 1942ء صفحہ 2)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

رپورٹ: حافظ مصور احمد مزمل۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن لندن

جلسہ سالانہ سینیگال 2021ء

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ دنیا کے 213 ممالک میں خلافت احمدیہ کے زیر سایہ قائم ہو چکی ہے۔ اور دنیا کے تمام ممالک کے احمدیوں کو اسلامی رنگ میں تعلیم و تربیت دینے کے فرائض انجام دے رہی ہے۔ جماعت احمدیہ جہاں مِنۡ حَیۡثُ الۡجَمَاعَت حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرتی ہے وہاں احمدی احباب کی دینی تعلیم و تربیت کے لئے اجتماعات و جلسہ ہائے سالانہ بھی جماعت احمدیہ کے سالانہ پروگرام کا ایک جزو لاینفک بن چکے ہیں۔

گزشتہ دو سالوں سے کرونا وبا کے زیر اثر نامساعد طبی و معاشی حالات پیدا ہونے کی وجہ سے نظام زندگی مختلف پہلوؤں سے مفلوج ہوا۔ اور انفرادی طور پر بے شک کسی حد تک ہر فرد متاثر ہوا مگر مِنۡ حَیۡثُ الۡجَمَاعَت جماعت احمدیہ نے نعمت خلافت کی بدولت حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پر شفقت رہنمائی میں ہر لمحہ ترقی کی جانب قدم بڑھایا، چاہے عبادات و قربانیوں کے معیار ہوں، چاہے دنیا میں اسلام کی پر امن تعلیم کی تبلیغ ہو یا پھر جماعت احمدیہ کے روایتی تعلیمی و تربیتی پروگرامز۔

دنیا کے دیگر ممالک کی طرح جماعت احمدیہ سینیگال کے سالانہ پروگرام کا ایک اہم حصہ جلسہ سالانہ سینیگال ہوتا ہے۔ امسال جلسہ سالانہ سینیگال حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے مورخہ 24،25،اور 26 دسمبر 2021 کو سینیگال کے دارالحکومت ڈاکار میں جماعت احمدیہ کے نیشنل ہیڈکوارٹر میں اپنی تمام برکتوں کے ساتھ منعقد ہوا۔ جلسہ سالانہ سینیگال 2021 کا موضوع ''حضرت محمد ﷺ انسانیت کے لئے اسوہ حسنہ'' رکھا گیا۔

اس اجمال کی تفصیل کچھ یوں ہے کہ سال کے آغاز میں ہی جلسہ کی نظامتوں کی لحاظ سے تیاریوں کا آغاز ہو جاتا ہے۔ اور گزشتہ سال میں پیش آمدہ خامیوں کو سرخ کتاب میں درج کر کے میٹنگ میں زیر بحث لایا جاتا ہے اور ان خامیوں کے تدارک کے لئے سکیم تیار کی جاتی ہے۔ نیز آئندہ سال زیادہ تعداد میں شاملین جلسہ کے پیش نظر نظامتوں کے کام میں وسعت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔

بقیہ صفحہ 8 پر

چھوٹی مگر سبق آموز بات

ان شاء اللہ کہنا ضروری ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے آئندہ کے متعلق ایک بات کہی کہ ایسا کیا جائے گا مگر ساتھ ہی

ان شاء اللہ فرمایا اور بتلایا کہ:

ان شاء اللہ کہنا نہایت ضروری ہے کیونکہ انسان کے تمام معاملات اس کے اپنے اختیار میں نہیں۔ وہ طرح طرح کے مصائب اور مکارہ و موانع میں گھرا ہوا ہے۔ ممکن ہے کہ جو کچھ ارادہ اس نے کیا ہے وہ پورا نہ ہو۔ ان شاء اللہ کہہ کر اللہ تعالیٰ سے جو تمام طاقتوں کا سرچشمہ ہے مدد طلب کی جاتی ہے۔ آج کل کے ناعاقبت اندیش و نادان لوگ اس پر ہنسی اڑاتے ہیں۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 631 مطبوعہ 2010ء)

مرسلہ: فرخ شبیر لودھی۔ مبلغ سلسلہ لائبیریا

طلوع وغروب آفتاب

03فروری2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:39	18:12
مدینہ منورہ		05:43	18:09
قادیان		05:57	18:04
ربوہ		05:37	17:44
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:07	16:57

فقہی کارنر

نشہ آور اشیا کا استعمال عمر کو گھٹا دیتا ہے

کیا ہی عمدہ قرآنی تعلیم ہے کہ انسان کی عمر کو خبیث اور مضر اشیاء کے ضرر سے بچا لیا۔ یہ منشی (یعنی نشہ آور) شراب وغیرہ انسان کی عمر کو بہت گھٹا دیتی ہیں۔ اس کی قوت کو برباد کر دیتی ہیں اور بڑھاپے سے پہلے بوڑھا کر دیتی ہیں۔ یہ قرآنی تعلیم کا احسان ہے کہ کروڑوں مخلوق ان گناہ کے امراض سے بچ گئی جو ان نشہ کی چیزوں سے پیدا ہوتی ہیں۔

(الحکم 10 مارچ 1903 صفحہ 9)

(داؤد احمد عابد استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)